Regd No P. 67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ
بدر قادیان
جلد ۱۹ شمارہ ۲۹

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

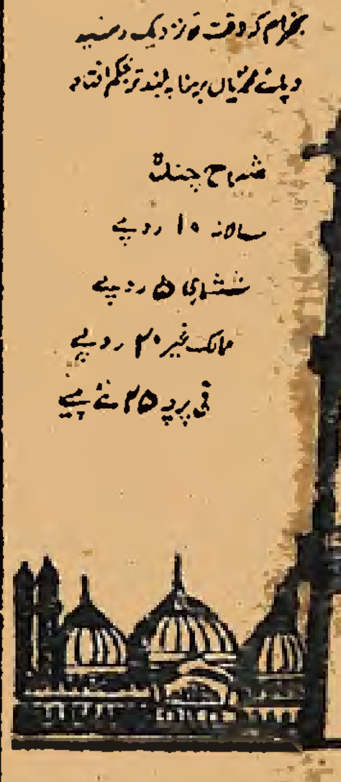

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ ۔ اردفا (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت کے متعلق ایبٹ آباد سے بذریعہ فون ۸ ردفا کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور کی حرم محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

ایبٹ آباد ۔ ۸ ردفا ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ الحمد للہ ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو صحت کاملہ عاجلہ بخشے۔ آمین

قادیان ۔ ۱۴ ردفا ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال مورخہ ۱۲ ردفا کو ربوہ سے بخیر و عافیت واپس تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر رہے۔

۱۱ر جمادی الاوّل سنہ ۱۳۹۰ھ ۱۶ر وفا سنہ ۱۳۴۹ ہش ۱۶ر جولائی سنہ ۱۹۷۰ء

صوبہ بہار کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

مختلف مقامات پر مجالس مذاکرہ کا انعقاد

اور جماعتی مطمح ہائے نظر سے متعدد دینی و علمی استفسارات کے تسلّی بخش جوابات

(رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ صوبہ بہار)

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کے ارشاد کے تحت خاکسار نے امان (مارچ) کے آخری عشرہ اور شہادت (اپریل) کے نصف اوّل میں بہار کی بعض جماعتوں میں تبلیغی و تربیتی دورہ مکمل کیا۔ چنانچہ وہ جماعتیں حسب ذیل ہیں:۔

بھاگلپور۔ برہ پورہ۔ خانپور ملکی۔ پکوڑ۔ جمشید پور۔ موسٰی بنی مائنز۔ رانچی۔ سملیہ۔ گیا۔ اردل۔ آرہ۔ پٹنہ۔ چوکی حسن۔ بھرت پورہ۔

انفرادی و اجتماعی تبلیغی و تربیتی امور انجام دینے کے علاوہ مندرجہ ذیل مقامات پر باقاعدہ تبلیغی و تربیتی اجلاسات بھی منعقد ہوتے رہے:۔

بھاگلپور۔ پکوڑ۔ جمشید پور۔ موسٰی بنی مائنز۔ سملیہ (رانچی)، چوکی حسن، بھرت پورہ اس کے علاوہ مختلف مقامات پر تبادلۂ خیالات کی مجالس بھی منعقد ہوتی رہیں۔ مسلمان اور غیر مسلم دوستوں کو پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

عرصہ زیر رپورٹ میں غیر احمدیوں کے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔ جن میں سے بعض مع جواب درج ذیل ہیں:۔

خواہش آزادی گیا میں عزیز شاہ ناصر احمد سلمہ اللہ ابن محترم پروفیسر شاہ شکیل احمد صاحب کے سامنے ایک نوجوان نے مذہبی پابندیوں سے آزادی حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور احمدیت کا پیغام سننے سے احتراز کرتے ہوئے یہ مصرعہ پڑھا ؎

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر

مطلب یہ تھا کہ مذہبی پابندیوں سے آزاد رہ کر اگر خشک روٹی بھی مل جائے تو وہ غنیمت ہے۔

خاکسار نے نوجوانوں کی ایک مجلس میں اس کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ انسان اس دنیا میں جونہی آنکھ کھولتا ہے تو خود کو بیشمار پابندیوں میں جکڑا ہوا پاتا ہے۔ بچپن میں والدین کی جانب سے اس پر متعدد پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ سکول۔ کالج۔ تجارت۔ زراعت وغیرہ کسی پیشہ کو بھی اختیار کرے ہر راہ میں بیشمار پابندیوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ حکومت وقت اور سوسائٹی کی جانب سے متعدد پابندیوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ اس قدر پابندیوں میں انسان مربوط ہے تو مذہب کی پابندی سے کیوں گھبراتا ہے۔ جبکہ حقیقی مذہب کی پابندی انسان کو سچی آزادی بخشتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر اس مسئلہ کو نہایت لطیف انداز میں حل فرماتا ہے کہ ؎

اِس جہاں میں خواہشِ آزادگی بے سُود ہے
اک تری قیدِ محبت ہے جو کر دے رستگار

پس اللہ تعالیٰ کی محبت کی قید جو اللہ تعالیٰ کے ماموریں پر ایمان لانے کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے وہ انسان کو حقیقی آزادی سے ہمکنار کرتی ہے۔ ورنہ اس جہان میں رہ کر آزاد رہنے کی خواہش کا اظہار کرنا ایک بے مقصد آرزو سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ صوفیاء کرام کی اصطلاح کے مطابق جب انسان فنا۔ بقا اور لقا کے مقامات کو حاصل کرتا ہے۔ یا یہ کہنا چاہیئے کہ مقام استقامت پر فائز ہو جاتا ہے تو بقول حدیث نبوی خدا اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور خدا اس کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور خدا اس کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے وغیرہ۔ اور یہی حقیقی آزادی ہے۔ جو اس دنیا میں انسان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ دور حاضر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے اور خلافت احمدیہ سے وابستہ ہونے کے نتیجہ میں ہر احمدی حسب استعداد و مقام اس آزادی کو بڑی صفائی کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔

ابلیس اور ملائکہ یہ سوال بھی پیش کیا گیا کہ مختلف روایات میں ہم یہ پڑھتے آرہے ہیں کہ ابلیس فرشتہ تھا۔ بلکہ معلم الملکوت (فرشتوں کا استاد) اور بڑا عبادت گذار تھا۔ زمین کے چپہ چپہ پر اس نے عبادت کی۔ پھر وہ راندہ درگاہ ہو گیا۔ جب نیک سیرت اور بلند مقام فرشتہ بھی اس انجام کو پہنچ جاتا ہے تو انسان کی عبادات کوئی اچھا نتیجہ پیدا نہیں کر سکتیں۔

خاکسار نے ان لوگوں کو بتایا کہ ہمارے پاس خدا تعالیٰ کا پاک کلام قرآن کریم موجود ہے ہم کسی ایسی روایت کو قبول نہیں کر سکتے جو صریحاً قرآن کریم کے مخالف ہو۔ آپ بتائیں کہ کیا جنّ اور ملائکہ الگ الگ مخلوق ہیں یا ایک ہی جنس ہیں؟ ان لوگوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ ملائکہ اور جنّات ایکدوسرے سے مختلف مخلوق ہیں۔ خاکسار نے بتایا کہ قرآن کریم میں ابلیس کے متعلق آیا ہے کہ "کَانَ مِنَ الْجِنِّ" — وہ جنّات میں سے تھا۔ اگر آپ کی بات درست ہے تو آپ قرآن کریم سے ابلیس کے متعلق یہ دکھلا دیں کہ "کَانَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ" کہ وہ فرشتوں میں سے تھا۔ میں آپ کی بات مان لوں گا۔ پھر قرآن کریم میں ابلیس کے متعلق یہ بھی آیا ہے کہ "کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ" کہ وہ کافروں میں سے تھا۔ فرشتے کافر نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ملائکہ کے متعلق فرماتا ہے کہ "یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ"۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان

۱۶ ر وفا ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۶ ر جولائی سنہ ۱۹۷۰ء

ذہن و فکر میں یہ خوشگوار تبدیلی

وقت جس رفتار سے اپنی منزلیں طے کر رہا ہے اس سے کہیں زیادہ سرعت کے ساتھ انسانی ذہن و فکر میں تبدیلی رُونما ہو رہی ہے۔ آج کا انسان اپنے کل کے خیالات سے کتنا دور ہوتا جا رہا ہے ـــ اوروں کے لئے گو یہ تبدیلی خواہ کتنی ہی حیرت و استعجاب کی موجب ہو مگر ہمارے لئے تو انتہائی خوش کن اور امید افزا ہے۔ اس لئے کہ ہمیں اس تغیر و تبدل میں انسانیت کا وہ تابناک مستقبل نظر آ رہا ہے جو روز ازل سے اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔

آج میرا مرغ تخیّل حال و مستقبل کی ان امید افزا فضاؤں سے ہٹ کر پون صدی پرانے اور مایوس کن ماضی کی ان خلاؤں میں محو پرواز ہے جو انسانی قدروں کے لئے ہر جہت سے تاریکی و تیرہ بختی کی آماجگاہ بنی ہوئی تھیں۔

صدیوں سے غافل مگر جہدِ پیہم کا خوگر انسانی ذہن ایک نئی کروٹ لے رہا تھا۔ سائنس اور ٹکنیک کا وسیع میدان انسانی ذہن و فکر کا مرکز بن کر دنیا کو جدید اور محیر العقول ایجادات و انکشافات سے بہرہ ور کر رہا تھا مگر .... مادیات کی ترقی نہ تو پہلے کبھی انسان کی روحانی تشنگی کا مداوا کر سکی ہے اور نہ آئندہ کر سکے گی ـــ سائنس اور ٹکنیک کی ان بیکراں وسعتوں میں کامیابی کی بے شمار منزلیں طے کرنے کے باوجود اس دور کا انسان بھی ایک عجیب سی تشنگی اور اضطرابی کیفیت کا شکار ہو کر ان تیرہ و تار پستیوں میں بھٹک رہا تھا ـــ سسک رہا تھا اور ـــ اس جام کو اپنے ہاتھوں میں لے لینے کے لئے تگ و دو کئے جا رہا تھا: جو اسے دم بدم بڑھنے والی اس تشنگی سے نجات دلا کر حقیقی سکون و طمانیت قلب سے ہمکنار نہ کر سکے۔

انسانی قلب و روح کی اس مظلومیت اور بے کسی کا سہارا لے کر بلاد مغرب سے اس فتنہ نے سر ابھارا جس کی نشو و نما دجالیت کے ناپاک منصوبوں نے کی تھی ـــ فی الحقیقت وہ ایک اژدہا تھا جو اپنی تمام تر شاطرانہ چالوں کو بروئے کار لا کر بنی نوع انسان کو نگل لینے کے لئے مشرق پر مسلط ہُوا اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھ بہت سی بے بس روحوں کو شکار کر گیا۔ جس نے مسیحؑ کی جھوٹی خدائی کا بول بالا کرنے کے لئے اخلاقی قدروں کو پامال کر دیا اور معصوم انسانوں کی نگاہوں میں دھول جھونکتے ہوئے حق و صداقت کے خلاف ایسی بساط بچھائی کہ الامان و الحفیظ

خدا جانے یہ فتنہ آگے چل کر اور کتنے بھیب نتائج کا حامل ہوتا اور آج صفحۂ زمین کن کن روسیاہیوں کا گہوارہ بنتی کہ ناگاہ ہاتفِ غیبی نے اسلام کے ایک بطلِ جلیل کو اس فتنہ کے کچلنے اور دجالیت کے ساحرانہ مکر و فریب کو پاش پاش کر دینے کے لئے مامور کیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ مامورِ عصرِ حاضر کا وہ فتح نصیب جرنیل تھا جس کے زور قلم اور قوتِ بیان کی عظمتوں کا آج ایک زمانہ معترف ہے۔ مسیح دوراں نے عیسائیت کے ان مسموم اور ساحرانہ ہتھکنڈوں کو پامال کر دینے کے لئے صرف ایک نسخہ تجویز فرمایا کہ مسیح ناصری کی وفات کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دو کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے۔ آپؑ نے نہایت دردمند اور ہمدرد دل کے ساتھ مسلمانوں سے یہ اپیل کی کہ :-

"اے میرے دوستو! اب میری آخری وصیت سنو! اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو۔ تم اپنے ان تمام مناظرات میں جو تمہیں عیسائیوں سے پیش آتے ہیں رُخ بدل لو اور عیسائیوں پر ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو گیا ہے ..... ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کر دے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے"

(ازالہ اوہام حصہ اوّل)

اب تک انسانی ذہن و فکر روحانی بے راہ روی و ناکامی کی تلاش میں ماضی کی تاریک و تار وسعتوں میں بھٹک رہا تھا جبکہ یہ آسمانی آواز اس کے تصورات کے دھاروں کو ایک نقطۂ مرکزی پر مرکوز کر دینا چاہتی تھی۔ یہ دَور موافق و مخالف خیالات کی ایک نئی کشمکش کا آغاز تھا۔ سعید روحیں اس آواز پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں جبکہ بدبخت ابنائے آدم نے مخالفت کا ایک طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیا۔ تب خدا کے اس مامور نے نہایت تحدی کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ :-

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے"

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۵)

آج اس اعلان کو منظر عام پر آئے صرف پون صدی گزری ہے۔ اس مختصر سے وقت میں انسانی ذہن و افکار میں کیا کیا تبدیلیاں رُونما ہوئیں اور سلیم الطبع اہل حق نے اس فرسودہ اعتقاد سے دستکش ہو کر کس طور سے اس آواز کی معقولیت کا اعتراف کیا نہ صرف ہم بلکہ ہمارے مخالفین بھی اس کے چشم دید گواہ ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے موقر روزنامہ "سرینگر ٹائمز" مجریہ ۲۰ رمئی سنہ ۱۹۷۰ء کا وہ تراشہ ہے جس میں "فی سبیل اللہ فساد" کے عنوان سے سید نثار حسین شمسی کا ایک مضمون شائع ہُوا ہے۔ وفاتِ مسیح ناصریؑ کے سلسلہ میں مضمون نگار نے اپنے جن بے لاگ اور مبنی بر حقائق خیالات کا اظہار کیا ہے ان کا کسی قدر اندازہ اس اقتباس سے ہو سکتا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں :-

"یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ دن گزر گئے جب مولوی صاحبان عوام کے سر چڑھ کر مذہب کے نام پر خرافات و واہیات سنایا کرتے تھے۔ یہ دَور ہے علمی دور۔ اس میں حمقار کے سوا کوئی بھی شخص اسرائیلی خرافات پر ایمان لانے کے لئے تیار نہیں۔

حضرت عیسیٰ ایک نبی تھے۔ نبی بھی بشر ہوتا ہے اور اسی طرح پیدا ہوتا ہے جس طرح ایک عام آدمی۔ اور اسی طرح وفات پاتا ہے جس طرح عام بشر جس طرح خدا کے آخری نبیؐ پیدا ہوئے اور رفیق اعلیٰ سے ملے اسی طرح ہر ایک نبی کسی بھی استثنار کے بغیر پیدا ہُوا۔ اور رفیق اعلیٰ سے ملا۔ اب چند روایات کی بناء پر حضرت عیسیٰ پرستی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ عیسیٰ ابن مریم کو وفات یافتہ مان کر ہم قادیانی مسلک کی تائید نہیں کر رہے ہیں بلکہ علم و عقل کا ساتھ دے رہے ہیں اور ان بے شمار غیر احمدی علماء و فضلا کی تائید کر رہے ہیں جو اپنی بلند پایہ تصانیف و تفاسیر میں وفات مسیح کا اعلان ڈنکے کی چوٹ کر رہے ہیں۔ شیخ حافظ محمد شلتوت ریکٹر جامعہ ازہر مصر۔ شیخ محمد عبدہٗ مصری۔ علامہ رضا صاحب المنار علامہ مصطفیٰ المراغی۔ سر سیّد احمد خاں۔ ڈاکٹر سید عبد اللطیف وغیرہ فضلا و مفسرین نے تصریح کی ہے کہ حضرت عیسیٰ مر چکے ہیں

حال ہی میں مؤتمر عالم اسلامی کی طرف سے مکہ شریف کی طرف سے جو تفسیر قرآن بزبان انگریزی شائع ہوئی ہے اس میں وفات مسیح کا اعلان ہے۔ پس وفاتِ مسیح کے ماننے سے کوئی شخص اکیلا نہیں رہ سکتا ہے اس کے ساتھ صاحبانِ علم و فضل ہیں۔ اور عقلِ سلیم والے اس کو قبول کرتے ہیں۔"

حق و صداقت کی متلاشی روحوں کے لئے ایک یہی اعتراف اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ الٰہی نوشتوں اور بشارتوں کے مطابق انسانی ذہنوں میں ایک خوشگوار تبدیلی رونما ہو رہی ہے جو بلاشبہ انسانیت کے تابناک مستقبل کی مظہر ہے ..... ہاں وہ روشن مستقبل جو آج صرف اور صرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وجودِ مسعود اور آپؑ کی قائم کردہ جماعت کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

(النور)

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

(مسیح موعودؑ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا سفر ایبٹ آباد

مختلف مقامات پر احباب جماعت کی طرف سے پرتپاک خیر مقدم ۔ مجلس علم و عرفان

سفر افریقہ کے متعلق حضور کے ایمان افروز تاثرات

ایبٹ آباد ۔ ۲۸ احسان ۱۳۴۹ ہش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کی حرم محترمہ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ نیز محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب، محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری و دیگر افراد قافلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل سوا چار بجے خیریت سے ایبٹ آباد پہنچ گئے ہیں۔ الحمد للہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سیدنا حضرت اقدس ربوہ سے کل چھ بجے صبح روانہ ہوئے۔ جابہ کے قریب حضور نے ناشتہ کرنے کے لئے نتھائی ریسٹ ہاؤس میں قریباً ایک گھنٹے تک توقف فرمایا۔ فتح جنگ سے پرے راولپنڈی کی جماعت کے کچھ دوست دو کاروں میں حضور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ترنول سے کچھ فاصلے پر بعض احباب جو موٹر سائیکلوں اور موٹروں پر سوار تھے وہ بھی حضور کے قافلہ میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جب قریباً بارہ بجے ترنول پہنچے تو احباب جماعت جو راولپنڈی اور اسلام آباد سے کثیر تعداد میں آئے ہوئے تھے اور صبح نو بجے سے اپنے پیارے آقا کے استقبال اور آپ کی دید و ملاقات کے لئے چشم براہ تھے انہوں نے بلند آواز سے نعرے لگا کر سیدنا حضور امام ہمام ایدہ اللہ الودود کو نہایت والہانہ انداز میں خیر مقدم کرنے کی سعادت حاصل کی۔ نیز مغربی افریقہ کے کامیاب تبلیغی دورہ سے حضور کی بخیریت واپسی پر مبارکباد عرض کی۔

دوپہر کا وقت تھا، شدید گرمی تھی، سفر کی کوفت تھی مگر اس کے باوجود حضور نے سب احباب کو باری باری مصافحہ کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ اور کچھ دیر تک احباب کو افریقہ کے دورہ کے دوران تائید الٰہی کے بعض ایمان افروز واقعات سنا کر محظوظ فرمایا۔ راولپنڈی سے جماعت کی مستورات بھی آئی ہوئی تھیں ان کے لئے الگ طور پر پردے کا انتظام تھا حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نے ان سب سے ملاقات فرمائی۔

یہاں سے فارغ ہو کر حضور جب حسن ابدال پہنچے تو دوپہر کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ منزل ابھی دور تھی اس لئے حضور یہیں ایک ریسٹ ہاؤس میں ٹھہر گئے۔ یہاں حضور نے کھانا تناول فرمایا۔ اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد حضور کا یہ مبارک قافلہ ایبٹ آباد کو روانہ ہوا۔ راستے میں مانسہرہ اور ایبٹ آباد کے احباب حضور کے استقبال اور مشایعت کے لئے آگے ہری پور ہزارہ میں جا کر گیارہ بجے سے منتظر تھے۔ یہ بھی حضور کے قافلے میں شامل ہو گئے۔ ایبٹ آباد اور اس کے مضافات کے بہت سے احمدی احباب حضور کی کوٹھی پر جمع ہو کر حضور کے بخیریت پہنچنے اور حضور کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے بیتاب تھے۔ جس راستے سے حضور کی کار نے کوٹھی کے اندر داخل ہونا تھا اسے رنگا رنگ کی جھنڈیوں سے سجا رکھا تھا جونہی حضور کی کار کوٹھی کے اندر داخل ہوئی سب احباب حضور کے استقبال اور ملاقات کے لئے والہانہ وار آگے بڑھے حضور کار سے اتر کر شدید گرمی اور لمبے سفر کی کوفت اور ضعف کی وجہ سے احباب کے خیر مقدم اور سلام کا ہاتھ ہلا ہلا کر جواب دیتے ہوئے پہلے اندر کوٹھی میں تشریف لے گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لائے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اور اس کے بعد قریباً نصف گھنٹہ تک احباب میں رونق افروز رہے۔ حضور نے فرمایا مغربی افریقہ کے سفر سے واپسی پر بھی مجھے آرام نہیں ملا۔ ایک تو شدید گرمی شروع ہو گئی دوسرے جماعتی اور دینی امور کی انجام دہی کے علاوہ ملاقاتوں کا طویل سلسلہ جاری رہا گرمی کا بہانہ تھی، یہاں اس لئے اس وقت احباب سے مصافحہ پر اکتفا کرنا ہوگا۔

فرمایا یہاں پاکستان میں تو شدید گرمی پڑ رہی ہے لیکن مغربی افریقہ میں اتنی گرمی نہیں تھی۔ وہاں کا درجہ حرارت ۹۰ اور ۱۰۰ کے درمیان رہتا ہے۔ البتہ کہیں کہیں مرطوب آب و ہوا کی وجہ سے حبس تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی موسم میں ایک موقع پر دو تین ہزار احباب سے مصافحہ کرتے وقت قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑتا مگر یہ الٰہی تصرف تھا کہ دس دس منٹ کے بعد پانی کے چند گھونٹ پی لینے سے دو گھنٹے سے بھی زیادہ دیر تک میں ان کی خوشی کا جواب خوشی میں دیتا چلا گیا۔ کیونکہ احمدیت کی تاریخ میں پہلی بار اور ان کی زندگی میں پہلی دفعہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین روحانی فرزند مہدی معہود اور مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نائب اور خلیفہ کی حیثیت میں میں انہیں ان کے اس حق سے محروم نہیں کرنا چاہتا تھا۔

فرمایا:- وہ مجھے دیکھ کر خوش تھے اور میں بھی خدا تعالیٰ کی اس شان کو دیکھ کر خوش تھا کہ آج سے اسّی سال قبل خدا کے حکم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کو قائم کرنے کے لئے ایک غیر معروف بستی سے یکہ و تنہا آواز بلند ہوئی۔ اسے خاموش کرنے کے لئے ساری دنیا نے پورا زور لگایا مگر یہ اکیلی آواز نہ صرف برصغیر پاک و ہند میں بلکہ سات ہزار میل دور افریقہ میں بھی سنی گئی اور پوری آب و تاب کے ساتھ رنگ لائی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل مغربی افریقہ کے ایک ایک ملک میں ہزاروں اور لاکھوں افراد حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں جو توحید کے علم بردار ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر دن رات درود پڑھتے اور آپ کی عظمت کے ترانے گاتے ہیں۔ وہاں کے سربراہان مملکت جن سے میری ملاقات ہوئی وہ جماعت احمدیہ کی ملکی خدمات کے معترف اور ممنون ہیں۔ ان سے جب بھی ملنے کا موقع ملا ہر ایک نہایت گرمجوشی سے پیش آیا۔ یہاں تک کہ وہاں کی غیر مسلم آبادی یعنی عیسائی اور لامذہب لوگوں نے بھی ہمارے سفر کے دوران ہمیں دیکھ کر اپنے روایتی انداز میں نہایت خوشی کا اظہار کیا۔ بڑے بڑے، اثر و رسوخ رکھنے والے پیراماؤنٹ چیفس نے سینکڑوں میل دور سے اپنے ترجمان بھجوا کر یا خود ملاقات کر کے دعا کی درخواست کی۔

فرمایا:- میرے مغربی افریقہ کے دورہ کے بعد وہاں کے ایک کثیر الاشاعت اخبار نے اپنی ۲۳ر مئی کی اشاعت میں قریباً ڈیڑھ کالم میں جماعت کے حالات دئے اور آخر میں لکھا کہ امام جماعت احمدیہ کے اس دورہ میں غیر از جماعت لوگوں کا استقبالیہ دعوتوں اور دوسرے جلسوں میں بڑی کثرت سے شامل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ بہت زیادہ اثر و رسوخ کی مالک ہے۔

فرمایا:- اسلام نے بنی نوع انسان سے پیار، ہمدردی، غمخواری اور مساوات کا پیغام دیا ہے۔ اور یہ بڑا ہی حسین پیغام ہے۔ یہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نفرت و حقارت، طبقاتی تفریق اور نسلی امتیاز کی بجائے اسلام باہمی محبت و پیار اور حقیقی اخوت و مساوات کا علمبردار ہے احمدیت یہی پیغام لے کر ان ملکوں میں سرگرم عمل ہے

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ راولپنڈی کے چند دوست جو حضور کے قافلہ کے ساتھ الگ کار میں تشریف لائے تھے جب واپس جانے لگے تو حضور ایک بار پھر باہر تشریف لائے۔ اور اپنے خدام سے دیر تک گفتگو فرماتے رہے سپین میں عیسائیوں کی دستبرد سے محفوظ رہ جانے والے آثار قدیمہ کا ذکر فرمایا نیز مغربی افریقہ اور بعض یورپی ملکوں کے دورہ کے دوران میں پیش آنے والی متعدد ایسی باتوں کا ذکر فرمایا جو بظاہر کتنی چھوٹی چھوٹی باتیں تھیں لیکن درحقیقت بہت اہم ہیں کیونکہ ان کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کا اپنے بندوں سے پیار مخفی تھا۔

ایبٹ آباد ۔ ۲۹ر احسان

کل دن بھر آسمان ابر آلود رہا۔ دوپہر کے وقت ہلکی بارش ہو جانے سے موسم خوشگوار ہو گیا۔ ارد گرد کے پہاڑ جن پر کہر پڑی ہوئی تھی صاف نظر آنے لگے۔ اس سے پہلے کئی دنوں سے خلاف معمول یہاں بھی بہت گرمی محسوس کی جا رہی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور احباب کہ ...

آیدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری کے ساتھ ہی موسم میں ایک خوشگوار تبدیلی رونما ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اس روز مقامی جماعت کے دوستوں کے علاوہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے بعض احباب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھانے کے بعد حضور ایک گھنٹہ تک احباب میں تشریف فرما رہے۔ اور اپنے ملفوظات اور مواعظ حسنہ سے انہیں مستفید فرمایا۔

مغربی افریقہ کے حالیہ دورہ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

مغربی افریقہ میں گو عیسائیت کا بڑا زور ہے اور یہ وہاں صدیوں سے اشاعت پذیر ہے تاہم ہمہ اس کا وہاں کے معاشرہ پر کوئی خاص اثر نہیں۔ مثلاً عیسائی ہو جانے کے باوجود بھی لوگ بعض بڑی ہی گھناؤنی اور ظالمانہ قسم کی رسومات پر عمل پیرا ہیں مگر ہمارے خدا کے فضل سے لاکھوں احمدی ہیں اور وہ رسومات کو ترک کر چکے ہیں

ایک دوست نے عرض کیا حضور! افریقن لوگوں کی معاشی حالت کیسی ہے؟

فرمایا۔ جہاں تک میں نے مشاہدہ کیا ہے وہاں کے لوگوں کی معاشی حالت اس لحاظ سے اچھی ہے کہ انہیں تنگی کا احساس نہیں ہے۔ دوسرے ان کی زندگی بڑی حد تک سادہ ہے۔ ہماری ایک احمدی بہن ہے جس نے پندرہ ہزار پونڈ کے زر کثیر سے احمدیہ مسجد تعمیر کروائی ہے اور جس کا میں نے افتتاح کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ بڑی صاحب حیثیت۔ مگر اس کے باوجود اس کی سادگی کا یہ حال ہے کہ وہ خود بھی اپنے نوکروں کے ساتھ بیٹھ کر ایک ہی قسم کا کھانا کھاتی تھی۔

افریقن بھائیوں کے لباس کے متعلق آپ نے فرمایا۔ مردوں کو مختلف پھولدار اور شوخ رنگ کے جبے پہننے کا بہت شوق ہے۔ عورتیں اپنے سروں پر درمیانے سائز کا پگڑی نما کپڑا باندھتی ہیں۔ مرد بالعموم مختلف قسم کی ٹوپیاں پہنتے ہیں جن میں سے جناح کیپ بہت مقبول ہے۔ سیرالیون کے گورنر جب ہماری طرف سے دی جانے والی دعوت میں شریک ہوئے تو وہ جناح کیپ پہنے ہوئے تھے۔ ہمارے ورسکولوں میں بھی جناح کیپ یونیفارم کا ایک حصہ ہے۔

حضور نے فرمایا۔ ٹمبارک کی مسجد "لوبیت جہاں" کے افتتاح کے موقع پر میں نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (الجن آیت ۱۹)

یعنی مسجدوں کا مالک اللہ تعالےٰ ہے ہم تو ان کے کسٹوڈین ہیں اور بس۔ ان کے دروازے ہر موحد کے لئے کھلے ہیں۔ چنانچہ اس کا عملی مظاہرہ سب سے پہلے دنیائے اسلام کی بزرگ تر اور مقدس تر مسجد یعنی مسجد نبوی میں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ نے نجران کے عیسائیوں کے ایک وفد کو مسجد کے اندر اپنی عبادت بجا لانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضور نے فرمایا اس آیۂ کریمہ کا یہ اثر ہوا کہ عیسائی مدعوین بے اختیار ہماری اجتماعی دعا اور پھر بعض نماز میں بھی شامل ہو گئے۔ اور اب تک ہزاروں عیسائی وہاں آکر باقاعدہ نماز پڑھ چکے ہیں۔

فرمایا:۔ یہ قرآن کریم کی شان ہے کہ ضروریات زندگی کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جسے اس نے حل نہ کیا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عیسائیوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ آپ خود مانتے ہیں کہ تورات اور انجیل الہامی کتب ہیں۔ پھر ان کی موجودگی میں قرآن کریم کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے یہ جواب دیا تھا کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے۔ تمہاری مذہبی کتب اگر اپنی اصلی شکل میں بھی ہوتیں (اب تو ان میں تحریف وتبدیلی ہو چکی ہے) پھر بھی قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ آپ نے عیسائیوں کو یہ چیلنج دیا کہ سورۂ فاتحہ میں جو اسرار روحانیہ پائے جاتے ہیں۔ اگر تمہاری ساری کی ساری کتب میں وہ اسرار یا ان سے ملتے جلتے پائے جاتے ہوں تو ہم سمجھیں گے کہ بیشک قرآن کریم کی واقعی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اگر تمہاری کتب صرف سورۂ فاتحہ کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتیں تو سارے قرآن عظیم کا مقابلہ کیسے کریں گی۔ میں نے بھی ڈنمارک میں اس چیلنج کو دہرایا تھا مگر کسی کو مقابلے پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

حضور نے فرمایا چند سال ہوئے ایک عیسائی بشپ افریقہ کے ایک ملک میں ۴۵ سال تک عیسائیت کا پرچار کرتا رہا۔ جب وہ ریٹائر ہو کر واپس جانے لگا تو بے تکلفی میں ہمارے مبلغ کے سامنے وہ اپنی اس حسرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکا کہ نصف صدی سے زاید عرصہ میں وہ صرف ایک آدمی کو عیسائی بنا سکا۔ جس کے متعلق وہ حتمی طور پر کہہ سکتا تھا کہ وہ دل سے عیسائی ہے باقی بہت ساروں نے عیسائیت کا لیبل لگا لیا ہے۔ کسی نے دودھ کی خاطر۔ کسی نے تعلیم کی خاطر اور کسی نے کپڑوں کی خاطر۔ مگر دل سے عیسائی نہیں۔ ہمارے مبلغ اس سے کہنے لگے ہم تو عیسائیوں میں سے بھی اور مشرکوں میں سے بھی ہزاروں افراد کو حلقہ بگوش اسلام کر چکے ہیں۔ جن کا زندہ خدا سے زندہ تعلق پیدا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ان سے پیار کا سلوک کرتا ہے اور انہیں بشارتوں سے نوازتا ہے۔

افریقہ میں اسلامی خدمات کے حلقہ کو وسیع تر کرنے کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا:۔ میں نے الہٰی منشاء کے ماتحت ایک نئی سکیم (نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے نام سے) جاری کی ہے۔ جس کے ذریعہ وہاں انشاء اللہ کئی نئے ہائی سکول اور ہسپتال کھولے جائیں گے اور ان سے جو آمد ہوگی وہ بھی انہی ملکوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے خرچ کی جائے گی

فرمایا۔ مغربی افریقہ میں ہمارے کئی میڈیکل سنٹر پہلے سے قائم ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت ہی مقبول ہیں۔ اگرچہ شافی تو صرف اللہ تعالےٰ کی ذات ہے مگر وہ اپنے فضل سے بعض انسانوں کے ہاتھ میں غیر معمولی شفا رکھ دیتا ہے۔ فرمایا یہ دنیا تو ایک پردہ ہے جس کے پیچھے اللہ تعالےٰ کی صفات کارفرما ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ سمجھنا غلط ہے کہ سورج کی اپنی روشنی ہے۔ یہ تو دراصل اللہ تعالےٰ کا نور چمک رہا ہے۔ البتہ سورج کو اس نے اپنی روشنی کے اظہار کے لئے ایک پردہ بنایا ہے۔

فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کی صفات کا یہی جلوہ سپین میں بھی نظر آتا ہے شروع میں سات ہزار مجاہدین اسلام سپین میں اترے جنہوں نے اپنی کشتیوں کو نذر آتش کر دیا پھر پانچ ہزار کی اور کمک مل جانے سے ان کی کل تعداد بارہ ہزار ہو گئی۔ انکا مقابلہ ایک ایسی قوم سے تھا جس کے پاس کئی لاکھ فوج تھی۔ مگر انہیں اپنی تلواروں اور نیزوں کے پیچھے اللہ تعالےٰ کی قدرت نظر آرہی تھی اور یہ یقین تھا کہ اللہ تعالےٰ انہیں ضرور فتح عطا کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ مٹھی بھر مجاہدین اللہ تعالےٰ کی قدرت کے سہارے اسلامی پرچم لہراتے ہوئے سارے سپین پر چھا گئے۔ مگر جس وقت انہوں نے اپنے قادر و توانا خدا تعالےٰ کو چھوڑ دیا اور مذہبی رہنماؤں کی آپس کی سر پھٹول اور تکفیر بازی شروع ہو گئی تو نہ مسلمانوں کی عددی طاقت کارگر رہی اور نہ ان کا مال و دولت ہی ان کے کام آیا۔ جب چند ہزار تھے تو جیت گئے مگر جب ان کے پاس لاکھوں کی فوج تھی تو شکست کھا گئے اور شکست بھی ایسی کھائی کہ ان کی سات سو سالہ حکومت کا نام و نشان تک مٹ گیا۔

مدراس میں تبلیغی جلسہ

مدراس شہر کے Kodambaekam نامی علاقہ میں بعض نوجوانوں کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ۱۴ بجے شام الحسن ترقی نوجوانان کے نائٹ سکول میں مسٹر کستوری راج کی صدارت میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ ڈاکٹر میران شاہ صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم شیخ محی الدین علی صاحب نے تامل زبان میں نہایت سلجھے ہوئے انداز میں "موجودہ زمانہ کے مسائل اور اسلام کا پیش کردہ حل" کے عنوان پر تقریر کی

بعدہٗ سامعین میں سے ایک دوست مسٹر بالن کی خواہش پر انہیں اسلام کے بارے میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ جہاں تک اسلام کے متعلق میرا مطالعہ ہے وہ امن شانتی اور صلح کا مذہب ہے۔ میرا یہ ایمان ویقین ہے کہ حضرت محمد صاحب کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہم آج بھی دنیا میں امن و شانتی پیدا کر سکتے ہیں۔ میں اپنے ہندو بھائیوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپؐ کی سوانحات کا مطالعہ کریں

اس کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری جماعت کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے بلکہ انسانیت کی حفاظت اور انسان کو اس کے صحیح مقام پر فائز کرنا ہی اسکے قیام کا مقصد ہے۔ خاکسار نے اس سلسلہ میں حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت کی کوششوں کا ذکر کیا۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی ونڈز ورتھ (لندن) تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے دنیا میں رونما ہونے والے زلازل اور دیگر عذابوں کا ذکر کیا۔ اور آخر میں سامعین کو اسلام واحمدیت کا مطالعہ کرنے کی دعوت دی۔ یہ تقریر پون گھنٹہ ہوئی۔ میری اردو تقریر کا ترجمہ ساتھ ساتھ مکرم عبدالسلام صاحب نے سنایا

صدارتی تقریر میں مسٹر کستوری راج نے قیام امن کے لئے اتحاد مابین المذاہب کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی کوششوں کو سراہتے ہوئے ہم سے یہ درخواست کی کہ اس قسم کے اجلاسات ہر ماہ منعقد کئے جائیں تاکہ مختلف مذاہب کے درمیان مفاہمت اور باہمی اخوت پیدا کی جا سکے۔

جلسہ میں غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کی کافی تعداد شریک تھی۔ جلسہ ختم ہونے پر حاضرین میں احمدیہ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان مساعی کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔

خاکسار محمد عمر انچارج مبلغ مدراس

اسلام بمقابلہ عیسائیت ہمیں کیوں پیارا ہے

مدیر "ہما" لکھنؤ کی جرح اور اس کا جواب

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

۱۔ ہم محترم مدیر ہما لکھنؤ طالب صاحب شاہ آبادی کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمارا مضمون زیر عنوان بالا اپنے رسالہ بابت اپریل جون ۱۹۷۱ء کے صفحہ ۴۸ تا ۵۱ پر شائع فرمایا ہے۔ امید ہے کہ طالبان حق ہمارے پیش کردہ امور پر ٹھنڈے دل سے غور فرما کر حقیقت کو قبول کرنے کی کوشش کریں گے۔

۲۔ مدیر محترم نے حاشیہ میں کہیں کہیں معمولی سی بیکار و مبہم جرح کی ہے۔ ہمارا مضمون اپنی وضاحت آپ ہے اس لئے ان کی وہ جرح بے اثر ہے۔ اس کا جواب مضمون کے اندر موجود ہے جسے قارئین خود سمجھ سکتے ہیں۔ ہم نے لکھا تھا کہ پولوس نے شریعت کو لعنت قرار دیا ہے۔ مدیر محترم نے اس پر یہ خامہ فرسائی کی ہے کہ شریعت کی لعنت و شریعت کو لعنت میں فرق نہیں سمجھا گیا۔ مدیر محترم کی یہ بھول ہے۔ موقع و محل کے لحاظ سے "کی" اور کہیں "کو" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اگر ہم نے فرق نہ سمجھا تھا تو انہوں نے اس فرق کو کیوں واضح نہ کیا اور اسے پردۂ خفا ہی میں کیوں رہنے دیا؟

ایک جگہ ہم نے لکھا تھا کہ پولوس "لعنت" اور "بغیر شریعت" خدا کے فضل کا طالب بنتا ہے۔ مدیر محترم اس پر فرماتے ہیں کہ "یہ سراسر دروغ بیانی ہے پولوس کا یہ مطلب ہرگز نہیں" (ص ۴۹) پولوس کا ان واضح الفاظ سے کیا مطلب ہے۔ مدیر محترم نے اسے بیان کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ صرف گالی دے کر غصہ نکال لیا ہے

ہم نے بتایا تھا کہ اپنی ساری تبلیغی زندگی میں حضرت مسیحؑ نے اپنی طرف سے کسی غیر قوم کے ایک فرد کو بھی پیغام نہیں دیا۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کا مشن غیر اقوام کی طرف نہ تھا۔ صرف ایک عورت کے اصرار پر (دوسری قوموں کو کتے قرار دے کر) اس سے سلوک کیا تھا۔ کیا کسی ایک فرد سے اور وہ بھی اس کے اصرار پر سلوک کر دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ انہوں نے سب اقوام عالم کو مخاطب کیا تھا۔ اور دعوت دی تھی۔ اس کا جواب مدیر محترم نے یہ دیا ہے کہ "خداوند نے جو کچھ اس خاتون کے لئے کیا اس کا ذکر کرنا مولوی صاحب کو گوارا نہ ہوا" (ص ۴۹) یہ ہے مدیر محترم کی گوہر افشانی

ہم نے حضرت مسیحؑ و بانی اسلام علیہ السلام کی ایک بات کا موازنہ کر کے حضرت بانی اسلامؐ کی بات کی برتری دکھائی تھی۔ مدیر محترم اس پر یہ جرح فرماتے ہیں کہ "محمد صاحب کے دو غزووں کا مقابلہ مسیح کے ایک نظرہ سے کیا ہے عجیب" (ص ۵۰) مگر ہم نے تو حضرت مسیحؑ کی بات میں سے کوئی حصہ نہ چھوڑا تھا۔ اگر چھوڑا تھا تو ظاہر کر دیا ہوتا دو اور ایک نظرے کے موازنہ کا تو سوال ہی نہ تھا۔ موازنہ تو ایک بات میں دکھایا گیا تھا یہی حال ان کی باقی جرح کا ہے۔

اپنے توحید کے عقیدہ کا ثبوت دینے کے لئے مدیر محترم فرماتے ہیں کہ

"ہم تین خدا کہتے ہیں نہ کہ تین خداوند"

قربان جائیں ان کی اس منطق پر۔ انہوں نے سوچا نہیں کہ کبھی مفرد کا لفظ جنس و جمع کے معنے بھی دیا کرتا ہے۔ جیسے کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس نے باغ میں تین درخت لگائے۔ اسے تین درختوں کہنے کی ضرورت نہیں۔ پس عیسائی بھائیوں کے "تین خداؤں" کی بجائے "تین خدا" کہنے سے ایک خدا نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس بارہ میں مزید بات چیت کسی اور مضمون میں کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۳۔ رہا محمدی بیگم کے ذکر میں طعن تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تو تعلق اس سے کبھی نہیں ہوا اور نہ میل ملاپ و ملاقات ہوئی۔ مگر مریم مگدلینی تو حضرت مسیحؑ کے ساتھ رہتی تھیں۔ اور حضرت مسیحؑ نے بھی کبھی اس سے اجتناب نہیں کیا۔ بیگانی عورت سے یہ مسلسل میل ملاپ اگر جائز ہے تو کسی عورت کے نکاح کی خواہش کیوں جائز نہیں۔

۴۔ مدیر محترم نے "سخنان تازہ" کے زیر عنوان ہماری بعض باتوں کا ناکام جواب دینے کی کوشش کی ہے ان کا جواب ہم دے رہے ہیں

اس کے علاوہ مدیر محترم نے ہماری باتوں کے جواب میں پادری عبد الحق صاحب و پادری برکت اللہ صاحب ایم اے کی بعض کتب کا نام لے کر لکھ دیا ہے کہ

"مولانا محمد ابراہیم صاحب کے اس مضمون میں کئی ایسے سوالات اٹھائے گئے ہیں جن کے مدلل جوابات مندرجہ ذیل تصانیف میں دئے جا چکے ہیں" (ص ۵۱)

اگر ان کے زعم میں ان میں جواب موجود ہے تو ہمارے سوالات نقل کر کے ان کتب سے مزعومہ جوابات من وعن لے کر "ہما" میں شائع کر دکھائیں تو پبلک کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کا بیان کہاں تک درست ہے۔

۵۔ مدیر محترم نے ہمیں "مرعوب طبع شخص" قرار دے کر ہمارے جواب کو ناقابل توجہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ قارئین ہمارے مضمون سے اس امر کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ عیسائیت اور اسلام میں سے کونسا مذہب پیارا ہے۔ قابل اعتبار تو وہ مذہب ہے جو مقابلہ میں دوسرے مذہب سے بہتر ہو۔ موازنہ پر خوشی کا اظہار کرنے کی بجائے مدیر محترم نے تلخی کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ موازنہ دکھانا اس لئے ضروری تھا کہ پادری صاحب اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے تھے۔ اور انہوں نے اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کی برتری کا اظہار کیا تھا۔ حالانکہ اسلام عیسائیت کے مقابلہ میں کہیں بہتر ہے۔ مگر مدیر محترم کو بلاوجہ اس موازنہ پر اعتراض ہے۔ حالانکہ موازنہ ایک ضروری امر ہے۔ جس سے کسی مذہب کے امتیازات سامنے آ کر اس کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

۶۔ مدیر محترم نے بعض حوالے نہ دینے پر بھی اعتراض کیا ہے حالانکہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی طرف اشارہ کافی ہوتا ہے۔ جیسا کہ خود مدیر محترم نے بعض جگہ صرف اشارات پر کفایت کی ہے۔

۷۔ مدیر محترم نے یہ طریق اپنایا ہے کہ جہاں ان کو جواب نہیں آتا وہ غیر متعلق باتوں میں لگ جاتے یا سختی پر اتر آتے ہیں۔ مثلاً پر انہوں نے اصل بات کا جواب دینے کی بجائے تمسخر اڑایا ہے۔ اور یہ نہیں بتلایا کہ کس عیسائی کے نزدیک خدا اب بھی بول کر جواب دیتا ہے کہ وہ موجود ہے اور کس سے اس نے اب کلام کیا ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے؟ مدیر محترم اس اصل بات کو پی گئے ہیں

۸۔ مدیر محترم فرماتے ہیں کہ مولانا نے پادری برکت اللہ صاحب کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ انجیل بھی سورۂ اخلاص والی توحید کامل پیش کرتی ہے مگر حوالہ نہیں دیا۔ لیجئے حوالہ یہ بات انہوں نے اپنے مضمون "مسیح کی شان" میں لکھی ہے جو ہما میں چھپ چکا ہے اور علیحدہ کتابچہ کی شکل میں بھی نکلا ہے پادری صاحب نے اس میں انجیل کا کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔

اگر مسیحی صرف ایک خدا مانتے ہیں تو اس ایک خدا کو تین شمار کرنے کا طریق کیا معقول طریق ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ پادری صاحبان اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے آہستہ آہستہ اسلامی توحید کی طرف آ رہے ہیں اور ایسی تاویلیں کرتے ہیں کہ ان کی تثلیث توحید بن جائے۔

۹۔ سورۂ فاتحہ سے متعلق جو انعامی چیلنج ہمارے امام جماعت کی طرف سے دیا گیا تھا اس کی طرف پادریوں کے توجہ نہ کرنے کا ہم نے ذکر کیا تھا۔ مدیر محترم نے اول تو اسے یہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی ہے کہ اس رقم کی حقیقت ہی کیا ہے۔ کیا ساری عیسائی دنیا کا دماغ خراب ہو گیا ہے کہ وہ اس حقیر سی رقم کی خاطر قادیانیوں کے مقابلہ پر آ جائے" (ہما ۔۔۔)

حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ ان کو مقابلہ پر لانے کے لئے ایک تحریک ہے جسے انہوں نے قبول نہ کیا۔

اگر ان کو انعام کی لالچ نہ تھی تو وہ کم از کم سورۂ فاتحہ کے تصور الٰہی، تعلیم و دعا وغیرہ کے مقابلہ میں بائیبل یا صرف انجیل کی دعا و تعلیم و تصور الٰہی پیش کر کے دنیا کو دکھاتے کہ جو تصور و تعلیم و دعا انہوں نے پیش کی ہے وہ قرآنی تصور و تعلیم و دعا سے کہیں بہتر ہے۔ اور پھر دنیا خود فیصلہ کر لیتی کہ اس میں کہاں تک سچائی پائی جاتی ہے۔ مگر انہوں نے اس امر کی طرف سے بھی روگردانی اختیار کئے رکھی ہے۔

دوم ۔ مدیر محترم نے ٹالنے کی غرض سے لکھ دیا ہے کہ رقم کسی اعلیٰ بنک میں جمع کردا کر بات کی جائے اور شرائط طے کی جائیں

مدیر محترم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ چیلنج حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے تمام عالم عیسائیت کو ہے ۔ پس اگر کوئی مقابلہ پر آنے کی ہمت و استعداد رکھتا ہے تو ان امور کے لئے وہ باہر آئے ۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ سے ان امور کا تصفیہ کرے ۔ اور یہ بھی بتائے کہ اب تک خاموش رہنے کی کیا وجہ ہے

۱۰ ۔ قرآن کریم کے خدا کا کلام ہونے کا ثبوت چونکہ قرآن کریم میں پہلے سے موجود ہے جس کا ذکر فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ میں چیلنج کی صورت میں کیا گیا ہے اس لئے مجھے اس کے دوہرانے کی ضرورت نہ تھی اگر مدیر محترم نے اسے بھی قابل اعتراض ٹھہرا کر دل کو تسلی دے لی ہے

۱۱ ۔ میرے اس ذکر کو کہ قرآن کریم میں سینکڑوں پیشگوئیاں موجود ہیں جو پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں مدیر محترم نے نرا دعویٰ قرار دیا ہے ۔ اور ثبوت کا مطالبہ کیا ہے ۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ جب کوئی عیسائی بھائی انجیلی پیشگوئیوں پر بحث شائع کریں گے تو ہم بھی اس کے مقابلہ میں قرآنی پیشگوئیوں اور ان کے پورا ہونے کا ذکر کریں گے اور ان کا امتیاز دکھائیں گے ۔ اگر مدیر محترم کو شوق ہے تو وہ شوق فرمائیں

۱۲ ۔ ہم نے لکھا تھا کہ خدا اگر محبت ہے تو اس نے اپنے بے گناہ بیٹے کو مجرموں کے گناہوں کو اٹھانے اور ان کی سزا بھگتنے اور مجرموں کو سزا سے آزاد رکھ کر بے انصافی کرنے کے لئے کیوں موت کے گھاٹ اتار دیا ۔ کیا دنیا میں اس محبت کی مثال موجود ہے ؟

اس پر مدیر محترم فرماتے ہیں کہ خدا اپنے محبوب نبیوں کو مار میں کھلاتا رہا ۔ لوگ اپنے محبوب فرزندوں کو ملک اور وطن پر قربان کرنے کے لئے فوج کے حوالے کر دیتے ہیں حضرت ابراہیم کے بیٹے کی چند روزہ زندگی بچانے کے لئے ذبح عظیم کا مثالی فدیہ دے سکتا ہے کیا وہ ساری دنیا کو ابدی ہلاکت سے بچانے کی پرواہ نہ کرے گا ۔

مدیر محترم کا یہ جواب قیاس مع الفارق ہے ۔ ان مثالوں میں سے کسی سے بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کوئی معصوم کسی ظالم مجرم کے گناہ اور اس کی سزا کو خود اٹھا کر عدل و انصاف کا خون کرتا ہے اور مجرم کو سزا سے آزاد کر دیتا ہے ۔ کیا مدیر محترم اپنے بری الذمہ بیٹے کو کسی ظالم قاتل ڈاکو کی سزا سے پھانسی کے عوض پھانسی

کے لئے پیش کرنے کے لئے تیار ہیں اور کیا دیگر تمام عیسائی بھائی ایسی قربانی پیش کر کے دنیا کو اپنا اعلیٰ نمونہ دکھا سکتے ہیں ۔ ان کے مبلغوں کا حبشیوں کے ہاتھوں مارا جانا بھی قیاس مع الفارق ہے ۔

۱۳ ۔ خدا کی ہستی کا انجیل نے کوئی ثبوت نہیں دیا ، کے جواب میں مدیر محترم ثبوت پیش کرنے کی بجائے یہ رقم فرماتے ہیں کہ "کس قسم کا ثبوت آپ انجیل مقدس سے چاہتے ہیں" (عما صفحہ ۵)

ٹالنے کا یہ بہت عمدہ طریق ہے جو مدیر محترم نے اختیار کیا ہے وہ جو ثبوت چاہتے کر دیتے ۔ جب ان کو مسلم ہے کہ ھاتوا برھانکم میں اہل مکہ یا اہل مدینہ (مع یہود و نصاریٰ) کو دلیل لانے کے لئے کہا گیا ہے ۔ تو یہود و نصاریٰ نے کون سے دلائل پیش کئے تھے ان کا کوئی تذکرہ و ثبوت دیا ہوتا تو بات بھی تھی ۔

۱۴ ۔ قرآن کریم کے متعلق مکاشفہ میں پیشگوئی کو جانے سے مدیر محترم نے انکار کرتے ہوئے حوالہ طلب فرمایا ہے ۔ ہم ان کی خاطر حوالہ بھی درج کر دیتے ہیں ۔ ملاحظہ ہو ۵ : ۱ اس میں لکھا ہے کہ جو تخت پر بیٹھا تھا میں نے اس کے دہنے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھی ۔ جو اندر اور باہر لکھی ہوئی تھی"

سورۃ فاتحہ کے متعلق پیشگوئی ملاحظہ ہو کہ فرشتہ" کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کھلی ہوئی کتاب تھی" (۱۰ : ۲) اس میں اصل لفظ "فتوحہ" تھا جو فاتحہ کے ہم معنی ہے ۔ مگر پادریوں نے نام اڑا کر اس کی بجائے اس کا ترجمہ دے کر حقیقت پر پردہ ڈال دیا ہے

۱۵ ۔ مدیر محترم ہمیں حوالہ نہ دینے کا الزام دیتے ہیں مگر ہمارے اس مطالبہ پر کہ حضرت بانی اسلام علیہ السلام سے لے کر اب تک کے زمانہ میں کوئی ایک ہی عیسائی پیش کیا جائے جس نے یہ دعوے کیا ہو کہ عیسائیت پر چل کر اس کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم ہو گیا ہے ۔ یعنی اپنی تائید میں غیر معمولی امور غیبیہ اور پیشگوئیاں اور تائیدات الٰہیہ ارضیہ و سماویہ و بینات و نشانات پیش کئے ہوں جو پورے ہو گئے ہوں ۔

سادھو سندر سنگھ کا نام پیش کیا ہے کہ وہ عیسائیت پر چل کر "خدا سے متعلق ہو گئے تھے ۔ اور" اپنے ایمان کی تائید میں انہوں نے غیر معمولی امور غیبیہ اور پیشگوئیاں اور تائیدات الٰہیہ ارضیہ سماویہ و بینات و نشانات پیش کئے" (ایضاً صفحہ ۵)

مگر مدیر محترم نے ان امور کا کوئی حوالہ و ثبوت پیش نہیں کیا ۔ نہ اس کا دعوے دکھایا نہ نشانات پیش کئے نہ غیر عیسائیوں کے سامنے پیش کئے گئے کسی چیلنج کا ثبوت دیا ۔ یہ

ہوائی بات نہیں تو اور کیا ہے ؎

دد الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

باقی رہا ان کا ساد ھو بخت سنگھ ۔ ڈاکٹر بی گراہم امریکی اور ڈاکٹر سٹینلی جونز ۔ تو ان کے متعلق انہوں نے یہ کہہ کر جان چھڑائی ہے کہ "مولوی صاحب چاہیں تو ان سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں" (ایضاً صفحہ ۵)

حالانکہ مدیر محترم کا فرض تھا کہ وہ ان کا دعوے اور ان کا ثبوت و چیلنج جو انہوں نے ان کے خیال میں پیش کیا ہے ہمارے سامنے لاتے ۔ یہ بات ہمارے چیلنج کو توڑنے کے لئے ضروری تھی ۔ مگر افسوس ہے اس ذمہ داری کو خود اٹھانے کی بجائے اسے ہماری طرف دھکیل دیا اور اپنے عجز کا ثبوت پیش کر کے عیسائیت کی موت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے ۔

۱۶ ۔ مدیر محترم نے جماعت احمدیہ کے چیلنج بابت قبولیت دعا کو یہ کہہ کر ٹال دیا ہے کہ جماعت کو چاہیئے کہ" وہ دوسروں کے ساتھ قبولیت دعا میں مقابلہ کرنے کی بجائے" ملک کے "اپاہجوں مریضوں اور کوڑھیوں کو" اچھا کر کے اپنی صداقت کا لوہا منوائے تو مزا آئے (عما صفحہ ۵)

مدیر محترم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ کا یہ دعوے ہرگز نہیں کہ جس کسی مریض کے لئے وہ دعا کرے وہ ضرور اچھا ہو جاتا ہے ۔ یہ دعوے تو مسیح کا تھا اور عیسائی ایمان والوں کے لئے اس کا وعدہ تھا لیکن مطالبہ پر کوئی بڑے سے بڑا عیسائی بھی یہ نشان نہیں دکھا سکا نہ اب دکھا سکتا ہے ۔

جماعت احمدیہ کا یہ دعوے ہے کہ بمقابلہ دیگر مذاہب ۔ خدا تعالیٰ ضرور اسلام کی مدد کرے گا ۔ اور دوسروں کے مقابلہ میں ان کی دعائیں قبول کر کے ان کی تائید کرے گا اور اسلام کی برتری کا ثبوت ضرور دے گا ۔ اس لئے عیسائی بھائی مقابلہ میں دعاؤں کی قبولیت دکھانے سے عاجز چلے آ رہے ہیں اور اس چیلنج کو قبول کرنے کا کبھی نام نہیں لیتے ۔ اور غیر متعلق باتوں سے دل کو خوش کر لیتے ہیں

۱۷ ۔ ہم نے لکھا تھا کہ عیسائیت انسان کے نطفہ سے پیدا ہونے والے کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتی ہے ۔ ہماری اس بات کو مدیر محترم نے خلاف واقعہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

"تعجب ہے کہ مولوی صاحب ، جو درویش قادیان بھی کہلاتے ہیں اس قدر کذب بیانی سے کام لے سکتے ہیں" (ایضاً صفحہ ۵)

ہمارا سوال مدیر محترم سے یہ ہے کہ کیا حضرت مسیح ناصری ابن مریم نہ تھے ۔ اور کیا انجیل متی میں یہ نہیں لکھا کہ وہ مریم کے پیٹ سے پیدا

ہوئے تھے ۔ جب مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور مریم انسان تھیں تو کیا مسیح انسان کے نطفہ سے نہ ہوئے ۔ ؟ اس حقیقت سے ان کا انکار صداقت کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے ۔ کیا انجیل میں حضرت مسیح کو ابن آدم نہیں کہا گیا ۔ پھر نہ معلوم کس برتے پر اس حقیقت سے اس قدر انکار و عداوت ہے قرآن کریم میں بھی حضرت مسیح کو ابن مریم ہی قرار دیا گیا ہے ۔ مگر مدیر محترم اس سے انکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"خداوند مسیح کو نہ تو انجیل انسان کے نطفہ سے پیدا ہونیوالا قرار دیتی ہے نہ قرآن مجید"

مدیر محترم کی کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ وہ حقائق کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں ۔ گویا حضرت مسیح براہ راست آسمان سے نازل ہوئے تھے اور حضرت مریم کے نطفہ اور خون سے پیدا نہ ہوئے تھے ۔ یہ ہے عیسائی بھائیوں کی حقیقت پسندی ! غالباً مدیر محترم حضرت مریم کو انسانوں کے دائرہ سے خارج سمجھتے ہیں ۔

۱۸ ۔ ہماری ایک عبارت پر جرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ سب عیسائیوں کو روح القدس کی تائید حاصل ہو ۔ بہت خوب ! ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر بعض خاص خاص عیسائی بھائیوں کو روح القدس کی تائید حاصل ہے تو اس کا ثبوت مہیا فرما کر ممنون فرما دیں ۔ تاہم بھی دیکھ سکیں کہ ان کو حضرت مسیح کے اس قول سے حصہ ملا ہے کہ تم روح القدس سے قوت و برکت پاؤ گے

۱۹ ۔ مدیر محترم آپے سے باہر ہو کر تیغ کلامی پر اتر آئے ہیں "جھوٹ" "کذب بیانی" اور "سراسر دروغ بیانی" کے الفاظ استعمال فرما رہے ہیں جو ان کی "مرعوب طبع" شخصیت پر دال ہیں جس کا وہ الٹا ہمیں الزام دے رہے ہیں ۔

ہم نے ثابت کیا تھا کہ حضرت مسیح نے دیگر اقوام کو "کتے" قرار دے کر ان کو پیغام کا مستحق قرار نہیں دیا ۔ دوم انہوں نے عملاً کبھی غیر اقوام کو دعوت نہیں دی اور نہ کبھی تبلیغ کی ۔

مدیر محترم نے اسے ہماری دروغ بیانی کہہ کر اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی حالانکہ آسان بات تھی کہ وہ دکھلاتے کہ حضرت مسیح نے دیگر اقوام میں سے فلاں فلاں قوم کو ہدایت پیش کی تھی ۔ مگر اس کی بجائے بلا ثبوت یہ لکھتے ہیں کہ مولوی صاحب سراسر دروغ بیانی سے کام لیتے ہیں ۔ اور وہ انجیل سے اپنے مطلب کی آیات چن کر ان کو سیاق و سباق سے الگ کر کے ان کی غلط تاویل کرتے ہیں (ایضاً صفحہ ۶)

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۶۹ء

شہری زندگی کو پُرامن بنانے کیلئے آنحضرت صلعم کی تعلیمات

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

آخری قسط

(۲)

پُرامن معاشرے اور زندگی کے قیام کے لئے تمدن کی دوسری قسم جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی صفت ملک الناس کے تحت بیان فرمایا ہے۔ یعنی حکومت اور رعایا کے مابین خوشگوار تعلقات کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اسلام حکومت کا کیا تصور دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے اور کس قسم کی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ یہ مضمون کا یہ حصہ بہت تفصیل چاہتا ہے۔ تاہم میں صرف ایک آیتِ قرآنی کی روشنی میں نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کرونگا

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (النساء ع ۸)

یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ حکومت ایک امانت ہے اسے اس کے مستحق اور حقدار لوگوں کے سپرد کرو۔ جب اے حاکمو! تم حاکم بن جاؤ تو عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی کرو۔

اس آیت کریمہ میں حاکم اور محکوم کے فرائض نہایت اختصار اور اجمال سے بیان فرمایا ہے۔ اس میں سب سے پہلے عوام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حکومت بنانا تمہارے اختیار میں ہے۔ جس طرح امانت ایک قیمتی شئے ہے جسے اسی شخص کے سپرد کیا جانا ضروری ہے جو دیانتداری سے اس امانت کو محفوظ رکھنے والا ہو، اسی طرح عوام کا فرض ہے کہ وہ حکومت کے تخت پر صرف ان ہی کو بٹھائیں جو اس کے اہل ہوں۔ اس صورت میں ہی وہ حکام اپنی حکومت کو عوام کی امانت سمجھتے ہوئے اس کی حفاظت کریں گے۔ اور دورانِ حکومت میں لوگوں کے حقوق کو پوری طرح ادا کرینگے اور کسی قسم کا فساد پیدا نہ ہونے دیں گے

اس طرح پُرامن معاشرہ کے قیام کے لئے امانت و دیانت دار حکام کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ حکومت کا سب سے بڑا اور اہم فریضہ یہ ہے کہ انسانی ضروریات ان لوگوں کے لئے مہیا کرے جنہیں میسر نہ ہو۔ ان انسانی حقوق کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ (طٰہٰ)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دور تمدن کے حکومتی نظام کا ڈھانچہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان کی چار بنیادی ضروریات کو لازمی طور پر پورا کیا جائے۔ یعنی کھانا، پانی کپڑا اور گھر۔

اسی طرح حضرت رسول کریم صلعم نے انسان کے چار بنیادی حقوق یوں بیان فرمائے کہ لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هٰذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ یعنی ابن آدم کے چار بنیادی حقوق یہ ہیں کہ اسے رہنے کے لئے گھر۔ ننگ ڈھانکنے کے لئے لباس اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے روٹی اور پانی میسر ہو۔

ان بنیادی حقوق کی حفاظت حکومت کا اولین فریضہ ہے۔ ان حقوق کی نگہداشت نہ کرنے کی وجہ سے ہی مختلف قسم کی بے چینیاں اور بدامنیاں معاشرے میں سرایت کر رہی ہیں۔

پُرامن تمدن اور معاشرے کے لئے غذائی مسئلہ کا اور بھوک کے مسئلہ کا حل بھی ضروری ہے۔ آج ہمارے ملک یہ مسئلہ بہت ہی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بددیانتی۔ رشوت ستانی بے ایمانی۔ جھوٹ۔ دھوکہ بازی وغیرہ زہروں کو معاشرہ سے یکدم مٹا دینا ضروری ہے۔ آج کا معاشرہ کچھ اس ڈھنگ کا بن گیا ہے کہ غریب زیادہ غریب اور مالدار زیادہ مالدار بنتے جا رہے ہیں جس کے نتیجہ میں بھوک کا مسئلہ اتنا سنگین بن گیا ہے کہ ہمارے سیاسی مدبرین کے پاس اس کے انسداد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اب دیکھئے اسلام ان مشکلات کا کیا حل پیش کرتا ہے

صحیح معنوں میں حکومت غذا پر ایسا کنٹرول کرے۔ امیروں اور غریبوں کے ذخیروں کو اکٹھا کر کے سب کی ضرورت کے مطابق راشننگ بندی کر دی جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے مبارک زمانہ میں کئی مواقع پر اس قسم کے حالات پیدا ہوئے حدیث میں آتا ہے:-

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلعم فِي غَزْوَةٍ فَأَصَابَنَا جَهْدٌ حَتَّى هَمَمْنَا أَنْ نَنْحَرَ بَعْضَ ظَهْرِنَا. فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعْنَا أَزْوَادَنَا

کہ ہم حضور صلعم کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے۔ مگر راستہ میں ہمیں خوراک کی سخت کمی محسوس ہوئی۔ حتیٰ کہ ہم نے اپنی سواریوں کے بعض اونٹ ذبح کرنے چاہے۔ اس پر آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ سب لوگ اپنی خوراک ایک جگہ جمع کریں۔ پس ہم نے سب ذخیرے اکٹھے کر لئے۔ پھر آنحضرت صلعم نے ان سب کو مساویانہ راشن بانٹنا شروع کر دیا۔

اس طرح حضور صلعم نے ہنگامی حالات کے پیش نظر صحیح معنوں میں راشن بندی کا طریقہ ایجاد کر کے بھوک کے مسئلہ کو حل فرمایا۔

اسی طرح آنحضرت صلعم نے ذخیرہ اندوزی کو ناجائز قرار دیتے ہوئے فرمایا:-

لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ

یعنی ذخیرہ اندوزی کرنے والا سخت خطاکار اور گنہگار ہے۔ پس اگر ذخیرہ اندوزی ہمارے ملک سے یکدم ختم ہو جائے تو بھی جس خطرناک غذائی بحران سے ہمارا ملک دوچار ہے دور ہو سکتا ہے۔

بے شک اسلام نے غذائی مسئلہ کے حل کی ذمہ داری حکومت اور سوسائٹی پر ڈال دی ہے۔ لیکن انفرادی اور بنیادی طور پر تقویٰ کے ساتھ رزق کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:-

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال دے گا۔ اور اس کے لئے اس ڈھنگ سے رزق کا انتظام کرے گا جس کا وہم و خیال بھی اس کو نہیں ہوگا۔

حکومت کے ان فرائض کے مقابل میں اسلام نے رعایا کے بھی فرائض مقرر کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ رعایا اپنی حکومت کی صدقدل سے خیر خواہ رہے۔ اس سے تعاون کرے اور اس کے احکام کی پوری پابندی کرے حقیقت یہ ہے کہ پُرامن معاشرہ کے قیام کی سب سے بڑی ذمہ داری رعایا اور عوام الناس پر پڑتی ہے۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ایک رُجحان کی طرف جو آجکل ہمارے ملک میں پیدا ہوا ہے اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آجکل اپنے جائز اور ناجائز مطالبات منوانے کے لئے حکومت کے خلاف مختلف قسم کے ناجائز مظاہرے کئے جا رہے ہیں۔ جو ملک اور عوام میں بے چینی، مختلف قسم کی مشکلات اور بدامنی کے موجب بن جاتے ہیں

چنانچہ آجکل ہڑتال۔ گھیراؤ۔ بند۔ وغیرہ ناموں سے جو تحریکیں ہمارے ملک میں وبائی صورت اختیار کر گئی ہیں ان سے ہمارے ملک میں اقتصادی، سیاسی اور دیگر انتظامی امور میں خطرناک طور پر جو نقصانات ہو رہے ہیں ان کی تلافی ناممکن نظر آتی ہے۔

ذرا سوچئے! اپنے مطالبات منوانے کی صورت میں یہ توڑ پھوڑ اور دھینگا مشتی کا مظاہرہ کیا معنی رکھتا ہے۔ ان ہڑتالوں اور بند وغیرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ہماری محبوب وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ایک دفعہ عوام کو مخاطب کرتے ہوئے گھیراؤ۔ بند وغیرہ تحریکوں کو پبلک نیوسنس پر ڈاکہ ڈالنا قرار دیا۔ اور کہا کہ لوگوں کو اپنے کام پر جانے سے روکنا، ڈاکخانوں اور بسوں کو آگ لگانا عوام کے روپے کو بے دریغ ضائع کرنا ہے

واقعی یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ایک طرف ملک مختلف قسم کے مسائل سے دوچار ہے تو دوسری طرف اس کے بالمقابل مختلف پارٹیاں، جماعتیں اور تنظیمیں ان بے چینیوں اور بدامنیوں میں اضافہ کے لئے نت نئی تحریکیں چلاتی ہیں جو ملک کو ہلاکت کے کنارے پر پہنچانے کے لئے ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

اس کے بالمقابل اسلام کی یہ کتنی سنہری تعلیم ہے کہ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی اطاعت بھی فرض کی ہے جو تمہارے اولی الامر اور تم پر حاکم ہیں۔

اسی طرح اسلام کا یہ حکم ہے کہ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ [illegible] ملک [illegible] میں فساد اور بدامنی نہ پھیلایا کرو۔ [illegible] اسلام صلے اللہ علیہ [illegible] [illegible]

ایک جزو قرار دیا ہے۔ یعنی حب الوطنی کے بغیر ایمان مکمل نہیں رہتا۔

جو جماعتیں اور پارٹیاں آجکل سیاسی نوعیت کی ہمیں نظر آتی ہیں۔ گلی گلی، گھر گھر نظر آتی ہیں۔ اس سلسلہ میں اسلامی تعلیم یہ ہے کہ تین قسم کی انجمنیں اور پارٹیاں اور مجلسیں ہی اسلام کی نگاہ میں مفید ہوسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَاخَيْرَ فِي كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ یعنی جن انجمنوں کا کام غرباء کی خبر گیری اور حاجت مندوں کی حاجت روائی ہو مَنْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ جو علم اور فنون کی تحقیق اور ترویج اور تعلیم و اشاعت کی غرض سے بنائی گئی ہوں اور مَنْ اَمَرَ بِاِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ جو فسادوں اور جھگڑوں کے مٹانے کے لئے بنائی گئی ہوں ان کانفرنسوں اور انجمنوں کے علاوہ وہ پارٹیاں جو برساتی مینڈکوں کی طرح میدان سیاست میں ابھر آتی ہیں۔ اور جن کے قیام کا مقصد حکومت وقت کے خلاف آواز اٹھانا اور لوگوں کو حکومت کے خلاف ورغلانا ہو تو اس کی اجازت اسلام قطعاً نہیں دیتا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ جن کا ظہور اس زمانہ میں صلح، اتحاد اور امن پیدا کرنے کے لئے اور اسلام کی صحیح تعلیم رائج کرنے کے لئے تھا اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ:۔

”خدا تعالیٰ نے جس حکومت کے ماتحت ہمیں کر دیا ہے اس کی فرمانبرداری کرنا ہمارا فرض ہے“

(تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۱۶)

اسی طرح ہر اس شخص کو جو اس الٰہی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے سب سے پہلے اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ

”وہ فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا“

چنانچہ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ابھی تک اس جماعت نے بحیثیت جماعت یا فرد کے کسی قسم کی ترنال سٹرائیک۔ بند۔ یا ستیاگرہ وغیرہ میں شرکت نہیں کی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک اخبار Hindustan Times کلکتہ اپنی ۵ر دسمبر ۱۹۵۱ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

”یہ بات احمدیوں کے بنیادی اصولوں اور مذہبی عقاید میں شامل ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور کسی صورت میں بھی اسٹرائیک عدم تعاون یا بغاوت یا تخریبی

کارروائی میں شامل نہ ہوں“

غرض آج جماعت احمدیہ نے جو مسلک اختیار کیا ہوا ہے اس میں قوم و ملک اور معاشرے میں امن اور سکون میسر آسکتا ہے اور ایک ایسی پُرامن تمدنی زندگی قائم ہوسکتی ہے جو ہنگاموں اور جھگڑوں سے پاک اور منزہ ہو

(۳)

ایک خوشگوار ماحول اور پُرامن تمدنی زندگی کے لئے خدا تعالیٰ نے تیسرا اصول اپنی صفت اِلٰهِ النَّاسِ کے ماتحت مختلف مذاہب کے مابین صلح و آشتی اور رواداری قرار دیا ہے۔

مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی صلح و آشتی اور اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے بھی اسلام نے نہایت عظیم الشان اصول بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً:۔

اسلام اس امر کی تعلیم دیتا ہے کہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کہ دنیا میں کوئی بھی ایسی اُمت یا قوم نہیں ہے جس کی اصلاح کے لئے کوئی مامور من اللہ نہ آئے ہوں۔

اسلام کی یہ بھی تعلیم ہے کہ تمام مذاہب ابتداءً خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آئے ہیں اس لئے ان کے بانی اور پیشوا یقیناً خدا کے برگزیدہ ہی ہوں گے

چنانچہ اس زمانہ میں جماعت احمدیہ اس تعلیم کے مطابق تمام نبیوں، رشیوں اور اوتاروں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے اور سچے مان کر ان کی عزت و احترام کرتی ہے۔ اس کے لئے مشترکہ جلسہ ہائے پیشوایان مذاہب کا انعقاد کرتی ہے اسی طرح ایک ہی سٹیج سے مختلف مذاہب کے پیشواؤں کی سیرت اور اوصاف حمیدہ بیان کرنے کا انتظام کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو اس مہم میں نہایت ہی شاندار کامیابی حاصل ہو رہی ہے

اسی طرح مختلف مذاہب کے مابین اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ایک دوسرے کے مذہبی معابد اور کتب کی عزت کی جائے اور کسی بھی عبادتگاہ کی بے حرمتی نہ کی جائے

اس پُرآشوب زمانہ میں جب کہ ایام جاہلیت کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے جو فرقہ وارانہ منافرت اور مذہبی عصبیت پھیلائی جاتی اور اس طرح ہمارے پیارے ملک کی مقدس فضا کو مکدر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے قادیان کی اس مقدس بستی سے صلح و امن کی، اتحاد و اتفاق کی اور محبت و پیار کی ایک آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز شہزادہ امن Prince of Peace سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی۔ آپؑ نے اپنی

وفات سے صرف دو دن قبل ایک رسالہ ”پیغام صلح“ کے ذریعہ ہندوستان میں بسنے والی تمام اقوام و ملل کو اتحاد و اتفاق کی دعوت دی۔ اور اس کے لئے مختلف اصول بھی پیش فرمائے۔

چنانچہ اس پیغامِ صلح پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈیرہ دون سے نکلنے والا اخبار The Frontier Mail اپنی ۱۲ر دسمبر ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

Ahmadiyyas are a progressive community among the Muslims, and one of their baic teachings has been the toleration of all the religions. Respecting and honouring the heads of all the religious faiths, they have incorporated their teachings in their scriptures. Forty years ago even before Mahtama Gandhi came on the political horizon of India, Mirza Ghulam Ahmad who proclaimed himself Messiah in 1889 put forward before the people, proposals in the shape of a pamphlet PAIGHAM-E-SULEH, which would bring about concord unity and understanding. He wanted to create among the people a spirit of toleration, brotherhood and amity. And credit must be given to this man whose vision penetrated this thick veil of the distant future and pointed the way.

یعنی احمدیہ جماعت مسلمانوں میں ایک ترقی پسند جماعت ہے جملہ مذاہب کے ساتھ رواداری اس کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے۔ تمام پیشوایان مذاہب کی عزت و تکریم کرتے ہوئے احمدیوں نے ان کی تعلیمات کو اپنی مذہبی کتابوں میں شامل کیا ہے۔ چالیس برس پہلے یعنی اس وقت جب مہاتما گاندھی ابھی ہندوستان کے افقِ سیاست پر نمودار نہیں ہوئے تھے حضرت مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) نے ۱۸۸۹ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرما کر اپنی تجاویز رسالہ ”پیغام صلح“ کی شکل میں ظاہر فرمائیں جن پر عمل کرنے سے ملک کی مختلف قوموں کے درمیان اتحاد، اتفاق اور محبت و مفاہمت پیدا ہوتی ہے۔ آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ لوگوں میں رواداری، اخوت اور محبت کی روح پیدا ہو۔ بلاشبہ آپ کی شخصیت لائق صد تحسین اور قابل قدر ہے کہ آپؑ کی روحانی آنکھ نے مستقبل بعید کے کثیف پردے میں سے دیکھا اور صحیح راستہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔

غرض آج ایک پُرامن معاشرہ اور تمدنی زندگی کے قیام کے لئے اسلام کے پیش کردہ اصولوں کو اپنائے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تین صفات

رَبِّ النَّاسِ

مَلِكِ النَّاسِ

اِلٰهِ النَّاسِ

کے ذریعہ پُرامن تمدنی زندگی کے بہترین اصول بیان فرمائے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد دنیا میں وہ ماحول اور معاشرہ پیدا فرمائے جو خالصتاً اسلامی ہو۔ پُرامن اور مسرت انگیز ہو

— آمین —

تصحیح

اخبار بدر مورخہ ۹ر جولائی کے صفحہ پر مکرم عبد الغنی صاحب ملک کی وصیت نمبر ۱۴۷۹۴ شائع ہوئی ہے۔ اس میں ایک گواہ کا نام محمد اشرف صاحب شاکر کی بجائے محمد شاکر صاحب غلطی سے شائع ہو گیا ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

ولادتیں

۱۔ مکرم چراغ دین صاحب قادیان کو اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے حضور انور نے نام نور الدین تجویز فرمایا ہے

۲۔ مکرم مولوی انصار احمد صاحب تنویر کو اللہ تعالیٰ نے ۱۲ کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے فاروق احمد تنویر نام تجویز فرمایا ہے

۳۔ مکرم شیخ شریف صاحب دلہا کرڑا پلی اڑیسہ کو اللہ تعالیٰ نے ۲۳ کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام شیخ حبیب تجویز کیا گیا ہے

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و سلامتی کے ساتھ درازیٔ عمر بخشے اور خادم دین کیلئے قرۃ العین بنائے

منقولات

بھارتی کرن کی تعریف!

از ہیم وتی نندن بہوگنا

ہمارے ملک میں اسلام آٹھویں صدی کے شروع میں داخل ہوا تھا پہلے عرب آئے۔ پھر ایران، ترکی، افغانستان اور دوسرے ایشیائی ممالک سے اسلام کے ماننے والے کاروباریوں، مبلغوں اور فوجیوں کی طرح یہاں آئے اور بس گئے۔ دھیرے دھیرے ان کا مستقبل، ان کی زندگی اسی دھرتی سے وابستہ ہو گئی۔ اور وہ اسے اپنا ملک کہنے لگے۔ ان کے بھائی چارہ کے جذبے اور سماجی برابری کے اصولوں سے یہاں کے کچھ ہندو جو ہندو سماج میں اپنے کو دبا ہوا محسوس کرنے لگے تھے ان کی طرف کھنچنے لگے۔ کچھ صوفیوں نے اپنے محبت کے راستے کا پرچار کر کے اپنے ارادہ، زندگی اور روحانی طاقت سے اپنا اثر ڈالا اور وہ اسلام کو ماننے لگے۔ دھیرے دھیرے ان کے عقیدتمندوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ اس طرح شروع کے دنوں میں دو طرح کے مسلمان تھے۔ ایک تو وہ جو دوسرے ممالک سے آئے تھے اور دوسرے وہ لوگ جو یہاں کے رہنے والے تھے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

آہستہ آہستہ دوسری طرح کے مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی اور انہیں بھی سرکاری نوکریوں میں جگہ ملنے لگی۔ تیرھویں صدی تک تو ترکوں سے ہندوستانی مسلمانوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ ان کو نظر انداز کرنا مشکل ہو گیا۔ اور پھر انہیں سرکاری نوکری اور ملک کی سیاست میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ اس طرح اسلام کے ماننے والوں کا ایک گروپ ہندوستانی ہی تھا وہ یہیں کے رہنے والے تھے وہ یہاں کے تہذیب اور سماجی رواجوں کو اپنے ساتھ اسلام میں بھی لے گئے اس طرح ان کے ہند یانے کا سوال ہی نہیں اُٹھتا۔ انہوں نے خود ہی اسلام کا "بھارتیہ کرن" کر دیا تھا

جہاں تک غیر ملکی مسلمانوں کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ شروع میں وہ مغربی اور وسط ایشیائی ممالک سے آئے تھے ان کا مذہب، رہن سہن، رسم و رواج، تہذیب، پوشاک، زبان بھی کچھ مختلف تھی یہاں آ جانے پر بھی انہوں نے کچھ وقت تک اسے برقرار رکھنے کی ناکام کوشش کی لیکن یہاں کی تہذیب کا اثر دھیرے دھیرے ان پر پڑنے لگا۔ ان کی زبان، پوشاک، خوراک، سماجی زندگی، یہاں تک کہ ان کا مذہب بھی یہاں کے اثر سے الگ نہ رہ سکا حالانکہ ہندوستان میں اسلام نے اپنی مرکزیت قائم رکھی لیکن ان پر ہندوستانی خیالات کا بہت زیادہ اثر پڑا۔ صوفی سنتوں نے خدا کی محبت کا جو سبق پڑھایا وہ بہت دشوار راستہ ہے۔ دارا شکوہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ قرآن شریف میں جس نامعلوم کتاب کا ذکر ہے وہ اپنشد ہی ہیں۔ صوفیوں کا چشتی خاندان اسی زمین پر پنپا اور پھیلا وہ پوری طرح ہندوستانی ہے۔ اسی صوفی سلسلہ کے لوگوں نے کیرتن اور سنگیت کو خدا تک پہنچنے کے طریقوں میں جو اہمیت دی ہے وہ اسلام کے اصولوں کی بہ نسبت چیتن مہاپربھو کے کیرتن کے قریب ہے۔ دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے پریمی ہندوؤں نے مسلمان سنتوں اور فقیروں کو بھی دیوتا بنا کر اس طرح پوجنا شروع کر دیا۔ مالا پھیرنا۔ فقیر کے مزار پر میلے لگانا۔ مزاروں پر چادریں چڑھانا۔ یہ سب پوری طرح "بھارتیہ کرن" ہے۔ لیکن آج یہ سب اسلام میں اسی طرح گھل مل گیا ہے کہ اسے ہم اسی کا حصہ سمجھ لیتے ہیں۔

لیکن سب سے زیادہ رد و بدل ہوا سماجی زندگی میں۔ یہاں کے ہندوؤں نے اسلام قبول تو کر لیا لیکن ان کی سماجی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اس لئے ہندو سماج کے اثر میں آنے کی وجہ سے غیر ملکی مسلمان بھی یہاں کی سماجی زندگی کے اثر سے "اچھوتے" نہ رہ سکے۔ اور عرب ترک پٹھان ایرانی اور مغلوں نے اپنی حکومت الگ الگ رکھ کر ہندی طرز کو اپنایا جو اسلامی اصولوں کے خلاف تھا۔

راجپوت، جاٹ، گوجر، جلاہے وغیرہ مختلف ذات کے جن ہندوؤں نے اسلام قبول کیا انہوں نے اپنے بزرگوں میں رائج شادی کی رسوم، جائداد کے قانون اور دوسرے سماجی قوانین کو جوں کا توں قائم رکھا گویا کہ مسلمانوں کا تو سماجی ڈھانچہ بالکل ہندوؤں جیسا ہی تھا۔ ہندوؤں کی طرح ان میں بھی مختلف ذاتیں بن گئیں۔ نیچے طبقے میں تو صرف کچھ مذہبی رواجوں کا ہی فرق تھا۔ باقی ساری سماجی زندگی ایک ہی تھی۔ صرف یہی نہیں انہوں نے غیر ممالک سے آئے ہوئے مسلمانوں کی سماجی زندگی کو بھی بدلنا شروع کر دیا۔ ہمایوں کی بہن گلبدن بیگم نے اپنی تاریخی کتاب "ہمایوں نامہ" میں اپنے چھوٹے بھائی کی شادی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس شادی میں جس طرح کے جشن منائے گئے اور دعوتیں ہوئیں ایسا انہوں نے اپنے وطن میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

ظاہر ہے کہ راجاؤں اور اونچی سوسائٹی کی سماجی زندگی بھی تیزی سے بدل رہی تھی اکبر کی صلح کل پالیسی سے اور بھی تبدیلیاں ہوئیں دونوں مذہب ایک دوسرے کے قریب آنے لگے۔ ان کا لباس، کھانا پینا، تفریح کے طریقے سب ہی بدلنے لگے۔

زبان اور ادب کی دنیا میں بھی انقلابی تبدیلیاں ہوئیں۔ پہلے تو غیر ملکی مسلمانوں نے ترکی اور فارسی کو یہاں چلانے کی کوشش کی لیکن جلد ہی انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہاں کے عوام کی زبان کو اپنائے بغیر کام نہ چلے گا۔ اس طرح سرکاری زبان تو فارسی ہی رہی لیکن بول چال کی زبان ہندوستانی ہو گئی۔ مغل بادشاہ اور دوسرے امیر بھی گھر میں ہندوستانی ہی بولنے لگے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے ہندی ادب بھی تیار کیا۔ موجودہ کھڑی بولی کا جنم داتا امیر خسرو کو ہی مانا جاتا ہے۔ قطبین منجھن۔ ملک محمد جائسی۔ سکھان رسکھین اور رحیم نے ہندی ادب کو جو کچھ دیا ہے کیا اسے کوئی ہندوستانی بھول سکتا ہے رحیم کے دوہوں کو پڑھ کر کیا کبھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کا "بھارتی کرن" کرنا پڑیگا؟

فارسی کے ادیبوں نے بھی ایران کی تشبیہات کو چھوڑ کر ہندوستانی تلمیحات کا استعمال شروع کر دیا تھا اور اس طرح فارسی ادب کا بھی "بھارتیہ کرن" ہو رہا تھا۔

تصویر بنانا اسلام میں ممنوع ہے لیکن مغل دور کی تصویروں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس فن کی سب سے زیادہ ترقی اس عہد میں ہوئی ہے۔ ہندوستانی مصوروں کو پوری آزادی اور ان کی محنت کا پھل دے کر اکبر اور جہانگیر نے جو عالمی شہرت کی تصویریں بنوائیں وہ کیا ہندوستانی تہذیب کا قیمتی سرمایہ نہیں ہے؟ اسے ہندوستانی تہذیب کی خاصیت ماننا چاہیئے کہ عہد وسطیٰ میں راجپوت شیلی اور مغل شیلی دونوں کو ترقی دینے والا ایک ہی ہے اور دونوں نے ایک دوسرے پر اثر ڈالا۔

عمارتیں تعمیر کرنے کے شعبہ کو ہی لیجئے ایرانی طرز پر جامع مسجد، موتی مسجد آگرہ اور الٰہ آباد کا قلعہ، قطب مینار اور تاج محل جیسی لاجواب عمارتوں کی تعمیر اسی زمانے میں ہوئی ہے، جب مسلمانوں کی حکومت تھی۔ دنیا کے کسی اسلامی ملک میں ایسی شاندار عمارتیں نہ بن سکیں۔ کیا انہیں ہم غیر ہندوستانی کہیں گے؟ کیا تاج محل کے "بھارتیہ کرن" کی ضرورت آپ محسوس کریں گے؟ کیا ہندوستانی سنگیت سے آج خیال۔ ٹھپا۔ ٹھمری۔ دادرا کے ساتھ ساتھ ستار کو یہ کہہ کر نکال سکتے ہیں کہ ان کی ترقی مسلمان دورِ حکومت میں ہوئی اور یہ ان کی دین ہیں؟

میں نے آپ کے سامنے تاریخ کا ایک باب دوہرانا ضروری سمجھا اس لئے کہ آپ کا دھیان اس طرف مبذول کرایا جا سکے کہ ان قبیلوں، ذاتوں اور مذہبوں کے لوگوں کی طرح جو اسلام سے پہلے ہندوستان میں تھے ـــ میرا مطلب آریہ۔ شک۔ کشان وغیرہ لوگوں سے ہے ـــ غیر ملکی مسلمانوں کا بھارتیہ کرن آج سے قریب آٹھ سو سال پہلے شروع ہو چکا تھا۔ اور لگ بھگ سترھویں صدی تک یہ کام پورا بھی ہو گیا۔ بدقسمتی سے انگریزی دورِ حکومت کے بعد ہمیں آپس میں لڑا کر حکومت کرنے کی پالیسی اپنائی گئی اور صدیوں پرانے اتحاد کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم سے کچھ لوگ اپنی تاریخ بھول گئے اور آپس میں لڑنے لگے۔

کچھ لوگ یہ کہہ کر ہمارے ملک میں رہنے والوں میں غلط فہمی پھیلانا چاہتے ہیں کہ مسلمان چونکہ مکہ اور مدینہ کو اپنا مقدس مقام سمجھتے ہیں اس لئے وہ ہندوستان کے وفادار ہو ہی نہیں سکتے۔ ایسے لوگ بھول جاتے ہیں کہ بدھ مذہب کے ماننے والے گیا، کپل وستو، کشی نگر کو اپنا تیرتھ مانتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے اپنے ملکوں (چینی چین کے۔ جاپانی جاپان کے۔ برمی برما کے) وفادار رہے ہیں۔ اگر مسلمانوں کو اس وجہ سے غیر ہندوستانی مان کر ملک بدر کرنے کے طریقہ کو اپنا لیا جائے کہ مکہ ہندوستان میں نہیں ہے تو کیا بدھ مذہب کے ماننے والوں کو مختلف ممالک سے بلا کر یہ اپنے ملک میں جگہ دے سکیں گے؟ یہ اپنے ملک کی شہریت دے سکیں گے؟ ظاہر ہے کہ یہ دلیل صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح نیپال میں رہنے والوں کے تیرتھ استھان ہندوستان میں ہیں اور ہندوستانی نیپالی میں اپنے تیرتھ مانتے ہیں تو کیا ہم ہندوستانی نیپالی کو ہندوستانی اور ہندوستانی کو نیپالی بنا

سکیں گے؟ ظاہر ہے کہ اس طرح کی باتیں چلنے والی نہیں ہیں کیونکہ ملک کی سرحدوں اور مذہب کی سرحدوں کا ایک ہونا آج کی دنیا میں ممکن نہیں ہے

پاکستان بننے کے بعد اگر ہندوستانی مسلمانوں پر یہ کہہ کر اعتبار کرنا چھوڑ دیں کہ وہ لوگ پاکستانی عوام یا پاکستانی مسلمانوں کے لئے محبت کا جذبہ رکھتے ہیں اور ہندوستان کو پاکستان کے مقابلہ میں خطرے کے وقت چھوڑ دیں گے تو یہ بات گزشتہ پچیس برس کے تجربوں پر پوری نہیں اتری اور ساتھ ہی باقی کے تجربہ پر اس طرح کا خیال صحیح نہیں معلوم ہوتا

کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ عیسائی مذہب کے پیرو برطانیہ اور جرمنی ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے لئے بار بار کوششیں نہیں کر چکے ہیں؟ کیا سینکڑوں برس تک وسط ایشیا کے اسلامی ممالک ایک دوسرے کے ساتھ جنگی حالت میں نہیں رہے

کیا یہ صحیح نہیں کہ اسلام کے ماننے والے افغانستان اور پاکستان میں افغان ہندوستان سے زیادہ قریب ہیں؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں نے ۱۹۴۷ء میں کشمیر پر پاکستانی حملہ کے مقابلہ میں اور اس کے بعد سے اب تک اپنی جانوں کی قربانی دے کر ہندوستان پر مر مٹنے کا ثبوت دیا ہے۔

بریگیڈیئر عثمان سے لے کر حوالدار عبد الحمید تک اس طرح کی قربانیوں کی طویل کہانی ہمارے ملک والوں کو ہمیشہ طاقت دیتی رہے گی۔ اپنے ملک کی سرحدوں پر مٹنے والوں کے راستے میں نہ تو مذہب کا خیال دنیا میں اب تک مددگار ثابت ہوا ہے اور نہ ہی ہندوستان میں آزادی کے بعد یہ بات ثابت ہوئی ہے۔

بھارتیہ کرن کا نعرہ لگانے والے لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں نے جنگ آزادی میں پورا حصہ نہیں لیا اور اسی لئے ان پر آزادی کی پاسبانی کا بھروسہ کرنا سراسر غیر ضروری ہے۔ یہ بات حقیقت سے دور ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں ہندو مسلمان نے مل کر ملک کی آزادی کے لئے تلوار اٹھائی تھی؟ بہادر شاہ ظفر اور جھانسی کی رانی کی کہانی اس بات کی جیتی جاگتی مثال ہے

بیسویں صدی میں جنگ آزادی کے آغاز کے ساتھ ہندو مسلمان دونوں نے مل کر خلافت تحریک سے لے کر آزادی حاصل کرنے تک اپنی قربانیوں سے ملک میں آزادی کی شمع جلانے کا کام کیا ہے۔ علی برادران۔ مولانا ابو الکلام آزاد۔ اشفاق اللہ خاں آصف علی، ڈاکٹر انصاری۔ [illegible] احمد خاں شروانی۔ رفیع احمد قدوائی وغیرہ سینکڑوں وطن پرستوں، پھانسی کے تختوں پر جھولنے والوں، ملک کو نئی زندگی دینے والوں کا نام ہماری تاریخ کا ایک بڑا حصہ ہے۔

۱۸۵۷ء کی بغاوت کے ناکام ہو جانے کے بعد انگریزوں نے پہلے ہندوؤں کو تھپکی دی اور مسلمانوں کو دبانے کی کوشش کی۔ انیسویں صدی کے آخر میں انہوں نے اس پالیسی میں کچھ رد و بدل کیا۔ مسلمانوں کو تھپکی دینا شروع کیا۔ اور ہندوؤں کو دبانے کی کوشش کی۔ لیکن ان تمام سازشوں کے باوجود حالات ایسے ہونے لگے کہ مسلمانوں کی اکثریت والے صوبوں میں مسلمان آزادی کی لڑائی کا دیوانہ بن گیا۔ اور ان کی اقلیت والے صوبوں میں ان میں زیادہ تر انگریزوں کے ساتھی بن گئے

کشمیر، شمال مغربی سرحدی صوبہ اس حقیقت کو ثابت کرتے ہیں کہ مسلمان اکثریت والے صوبوں میں جنگ آزادی کا بول بالا رہا اسی طرح مسلم اکثریت کے صوبوں میں ہندو بڑی تعداد میں آزادی کی لڑائی سے دور رہے وجہ صاف تھی۔

انگریز، مسلمانوں کے اکثریت والے صوبوں میں ہندوؤں کو یہ سمجھانے میں کامیاب ہو جاتے کہ آزادی کا مطلب مسلمانوں کی حکومت ہوگا ہندو صوبوں میں مسلمانوں کو اس طرح سمجھا سکے کہ آزادی کا مطلب ان صوبوں میں ہندوؤں کی حکومت ہوگا۔ اقلیت میں ہندو رہے ہوں یا مسلمان وہ سہمے اور ڈرے رہے اور آزادی کی لڑائی سے الگ رہے

۱۹۳۷ء سے پہلے پنجاب بنگال سندھ آسام میں مسلم لیگ اور مسٹر محمد علی جناح اپنے پیر نہ جما سکے۔ صاف ہے کہ ہندوستان کی تقسیم مسلم اکثریت والے صوبوں کی وجہ سے نہیں ہوئی اور نہ جنگ آزادی میں مسلمانوں نے اپنی تعداد کے حساب سے کم حصہ لیا۔ جنگ آزادی میں رکاوٹ ڈالنے کی تہمت مسلمانوں پر لگانا تاریخی اور حقیقی نظریے بہت بڑا جھوٹ ہے۔

اب اس زمانہ میں جب کہ دنیا کے ایک کونے کی آواز سے اسی وقت دوسرا کونا گونج اٹھتا ہے کیا یہ ہمارے لئے ٹھیک ہے کہ ہم اپنے ہی ملک میں اپنے ہی سماج میں بھید بھاؤ اور مخالفت کی بات کریں

فرقہ واریت نفرت اور تقسیم کو جنم دیتی ہے۔ فرقہ واریت اور تقسیم ملک کو چھوٹا کر رکھتی ہے بڑا نہیں۔ ملک کو بڑا بنانے کے نام پر کچھ لوگ تقسیم کے اسی جذبہ کو فروغ دیتے ہیں۔ ان حالات سے ہم کو بچ کر رہنا چاہیئے۔

انگریز یہاں سے ۲۳ برس پہلے چلے گئے پھر بھی ہم اپنی تاریخ کو نہیں لکھ سکے ہیں۔ اپنے کو اپنے سماج کو، اپنی تہذیب کو اور ساجھی ایکتا کو ایک بار پھر سے آزاد نظریے سے سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیئے (بھودان تحریک، ہندی)

اسلام بمقابلہ عیسائیت ہمیں کیوں پیارا ہے

بقیہ صفحہ ۶

اگر مدیر محترم اس کی دو چار مثالیں پیش کر تو کچھ بات بھی ہوتی مگر انہوں نے صرف [illegible] پر ہی اکتفا کر دیا ہے

مدیر محترم تحریر فرماتے ہیں کہ "جب خداوند نے اپنے شاگردوں کو تبلیغ پر روانہ کیا اور کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا تو یہ محض ان کی تربیت Training کا زمانہ تھا" (ایضاً صفحہ ۷۶)

مگر مدیر محترم نے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں دیا کہ حضرت مسیح نے یہ محض ٹریننگ کیلئے فرمایا تھا۔ بالفرض اگر یہ ان کی ٹریننگ کیلئے تھا تو حضرت مسیح نے خود کب غیر اقوام کو پیغام دیا اور ان کو دعوت دی۔ کوئی حوالہ یا ثبوت دیا ہوتا۔

مدیر محترم فرماتے ہیں کہ ٹریننگ کے بعد آپ نے ان کو حکم دیا تھا کہ سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔ انہوں نے متی ۲۸: ۱۹-۲۰ اور مرقس ۱۶: ۱۵ کو پیش کیا ہے۔ مگر حواریوں کا عمل اس کی تردید کرتا ہے۔ اگر اس سے مراد یہود کے سب قبائل کے سوا دیگر سب اقوام بھی ہوتیں تو حواری یقیناً اس پر عمل کرتے۔ مگر وہ تو مسیح کے بعد بھی صرف یہود کو دعوت دیتے تھے اور غیر قوموں کا نام بھی نہ لیتے تھے۔ جب ان کو اس میں ناکامی ہوئی اور یہود نے توجہ نہ دی تو بعض غیر اقوام کا رخ کیا۔ جس پر آپس میں سخت جھگڑا ہوا کہ کیوں غیر قوموں کو دعوت دی گئی ہے اور معاملہ اوپر پہنچا۔ لکھا ہے

"جب پطرس یروشلم میں آیا تو مختون اس سے بحث کرنے لگے کہ تو نامختونوں کے پاس گیا اور ان کے ساتھ کھانا کھایا"

(اعمال ۱۱: ۲-۳)

لکھا ہے کہ وہ پھرتے پھرتے فینیکے اور کپرس اور انطاکیہ میں پہنچے مگر یہودیوں کے سوا اور کسی کو کلام نہ سناتے تھے (ایضاً ۱۱: ۱۹)

سوال یہ ہے کہ ٹریننگ کے بعد جب ان کو مزعومہ حکم ملا تھا تو وہ کیوں غیر اقوام کو دعوت نہ دیتے تھے۔

صاف بات ہے کہ نہ تو مسیح نے خود غیر قوموں کو دعوت دی نہ حواریوں کو کوئی ایسا حکم دیا۔ البتہ یہود ہی کے سب قبائل (قوموں) کو تبلیغ کا حکم دیا جو دنیا کے دور دراز علاقے تک پہنچے ہوئے تھے۔ یہود کے قبائل کنعان سے باہر بھی پھیلے ہوئے تھے وہ ہندوستان میں [illegible] و کشمیر وغیرہ میں بھی تھے۔ اسی لئے انہوں نے فرمایا تھا کہ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں (یوحنا ۱۰: ۱۶) اس سے غیر اقوام مراد لینا سخت غلطی ہے جبکہ حضرت مسیح نے کنعان میں رہنے والی غیر اقوام کو پیغام نہ پہنچایا تو باہر والی اقوام کو وہ کیسے پیغام دیتے۔ اور جب انہوں نے خود غیر اقوام کو پیغام نہ دیا تو وہ حواریوں کو کیسے اس کا حکم دے سکتے تھے۔

سب اقوام سے مراد صرف "یعقوب کے گھرانے" اور بنی اسرائیل کے سب قبائل و اقوام ہیں نہ کہ غیر اقوام بھی۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ لکھا ہے

"اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے خدا ترس یہودی یروشلم میں رہتے تھے" (اعمال ۲: ۵)

اس سے صاف عیاں ہے کہ ہر قوم یا سب اقوام کے الفاظ صرف یہود کے سب قبائل و اقوام کے متعلق ہیں نہ کہ غیر اقوام کے متعلق بھی۔

۲۰۔ مدیر محترم اپنے جواب کے متعلق فرماتے ہیں کہ "مولانا کے مضمون میں دیگر غیر ضروری امور کو نظر انداز کر دیا گیا ہے" (ایضاً صفحہ ۷۶)

مگر مدیر محترم نے اپنی چار باتوں کو غیر ضروری قرار دیا ہے جس پر پادری پال صاحب نے قلم اٹھا کر عیسائیت کو اسلام پر ترجیح دینے کی ناکام سعی کی ہے۔ اور ہم نے ان کا مدلل و شافی جواب دیا ہے مدیر محترم نے ان میں سے کسی کو چھوا تک نہیں حالانکہ اگر مدیر محترم کچھ لکھنا چاہتے تھے تو ان کو چاہئے تھا کہ ان کے متعلق ہمارے پیش کردہ دلائل کو توڑ کر دکھاتے مگر انہوں نے ان کی طرف سے چپ سادھ لینے میں ہی خیر سمجھی۔

قارئین نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ پادری پال صاحب اور خود مدیر محترم کا موقف کہاں تک درست ہے اور یہ کہ ہم سے ان کی باتوں کا جواب بن پڑا ہے یا نہیں

۲۱۔ آخر میں مدیر محترم نے ہمارے لہجہ کو بلاوجہ قابل اعتراض ٹھہراتے ہوئے تحریر فرمایا ہے "مطلب کی بات سنجیدہ لہجے میں کہہ جانا کسی کسی کا کام ہی ہوتا ہے" (بلکہ کسی کسی ہی کا کام ہوتا ہے۔ ناقل) مگر پادری صاحب نے ہمارے مضمون میں سے کوئی ایک مثال بھی اس بات کی پیش نہیں فرمائی جس میں ہم نے پادری صاحب کیلئے جھوٹ۔ دروغ۔ کذب بیانی اور دروغ بیانی وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہوں اور تمسخر و طعن و تشنیع کی ہو۔ ایسے خاکسار کا لہجہ بتانا اپنی [illegible] ہے جو ان کو زیب نہیں دیتا۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے سنجیدگی سے لکھا ہے کوئی غیر سنجیدہ بات نہیں لکھی مگر مدیر محترم نے سنجیدگی کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے اور اپنی کمزوریوں کا سارا الزام ہمارے سر تھوپ دینے کو ہی غنیمت سمجھ لیا ہے۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے صدق دلی سے طالبین حق کے لئے لکھا ہے پس اگر کوئی حق کا طالب ہوگا تو اس سے فائدہ اٹھائے گا

اگر خدا نے توفیق دی تو پادری عبد الحق صاحب کے اسلام کو ترک کر کے عیسائیت اختیار کرنے کی حقیقت کا جواب بھی دیا جائے گا۔

صُوبہ بہار کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم دیا جاتا ہے وہ وہی کام کیا کرتے ہیں۔ اُن میں بدی اور انکار کا مادہ موجود ہی نہیں ہے پس ابلیس فرشتہ نہیں تھا۔

اہلِ سنّت کا مقام

تہتر فرقوں والی حدیث زیر بحث تھی کہ ایک نوجوان نے کہا کہ ہم ہی لوگ ناجی ہیں۔ خاکسار نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں اور کیا کہلاتے ہیں؟ فرمانے لگے "اہلِ سنّت والجماعت"۔ خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ وَ الجماعت تو آپ کہلا نہیں سکتے۔ کیونکہ رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَاجَمَاعَۃَ اِلَّا بِامَامٍ کہ امام کے بغیر کوئی جماعت نہیں ہوتی۔ اور اس وقت ہمارے ملک میں "اہلِ سنّت" کے تین حصے ہیں۔ اہلِ حدیث اہلِ سنّت ہونے کا دعوٰے رکھتے ہیں۔ دیو بندی علماء بھی اہلِ سنّت ہونے کے مدّعی ہیں۔ اور بریلوی عقیدہ کے مسلمان بھی اہلِ سنّت کہلاتے ہیں۔ اس پر طُرفہ یہ کہ تینوں فرقوں کے علماء ایک دوسرے فرقہ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ جبکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کسی مسلمان کو کافر قرار دیتا ہے وہ خود کافر ہے۔ ایک نوجوان نے بتایا کہ ہم لوگ دیو بندیوں کو اسی لئے کافر قرار دیتے ہیں کہ یہ لوگ چھُپ کر کلہاڑی مارتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ سوال یہ نہیں ہے کہ کلہاڑی مارتے ہیں یا نہیں۔ بلکہ غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ ان باہمی کفر کے فتاوٰی اور حدیثِ نبوی کے نتیجہ میں آج اہلِ سنّت سے تعلق رکھنے والے یہ معروف فرقے کس مقام پر فائز ہیں؟ اس کے مقابل پر جماعتِ احمدیہ منظم طور پر بے نظیر رنگ میں غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کر رہی ہے۔ اور یہ سب کچھ ایک واجب الاطاعت اِمام اور خلیفہ کی زیرِ قیادت ہو رہا ہے جبکہ ناجی فرقہ کی یہی علامت بتائی گئی ہے کہ "وھی الجماعۃ" یعنی وہ ایک جماعت ہوگی۔ اور جماعت وہ ہوتی ہے جس کا ایک واجب الاطاعت امام ہوتا ہے۔

رُوحانی طبیب

ایک صاحب نے سوال پیش کیا کہ اگر واقعی حضرت مرزا صاحب مسیح اور مہدی کے مقام پر فائز ہیں تو یہ کیا بات ہے کہ دن بدن بُرائی اور گناہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اور روز بروز اخلاقی گراوٹ نمایاں سے نمایاں تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ حالانکہ خدا کا مامور تو نیک تبدیلی کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔ اور پھر جماعتِ احمدیہ میں داخل ہونے والے بھی بہت کم افراد ہیں اور یہ تو ایک چھوٹی سی جماعت ہے (شرذمۃ)

خاکسار نے اس کا جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے مامُور ایک رُوحانی طبیب اور ڈاکٹر کے رُوپ میں ظاہر ہؤا کرتے ہیں۔ جو لوگ علاج کے لئے خود کو پیش کر دیتے ہیں وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور قوت و توانائی پاتے ہیں۔ آج جماعت احمدیہ اسی پوزیشن میں ہے، کہ باوجود چھوٹی سی جماعت ہونے کے زمین کے کناروں تک اپنی زندگی اور طاقت کا ثبوت دے رہی ہے۔ دُنیا میں آج بھی مسلمانوں کی مالدار حکومتیں موجود ہیں لیکن خدمتِ اسلام تو درکنار ان کو اپنا وجود سنبھالنا بھی دوبھر ہو رہا ہے۔

اب رہا سوال ان لوگوں کا جنہوں نے انکار کیا ہے بے شک ان لوگوں میں گناہ اور برائی بہت زیادہ راہ پا رہی ہے۔ درحقیقت یہ اس رُوحانی طبیب کے انکار کا نتیجہ ہے۔ جس طرح ایک ڈاکٹر سے پہلو تہی اختیار کر کے بیمار بدپرہیزی کرے تو نتیجہ لامحالہ یہ ہوتا ہے کہ بیماری بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور بالآخر ہلاکت تک نوبت پہنچتی ہے۔ اسی طرح منکر اقوام میں رُوحانی بیماریاں بڑھتی ہی چلی جا رہی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بہت پہلے سے ان رُوحانی مریضوں کو انذاری پیشگوئیوں کے ذریعہ سے متنبہ کر رکھا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ایک مصیبت ابھی ختم نہیں ہوگی کہ دوسری نازل ہو جائے گی۔ پس آج اقوام عالم کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ اوّل حضرت امام مسیح موعود علیہ السّلام پر ایمان لاکر اللہ تعالیٰ سے صُلح کر لیں ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار
(مسیح موعودؑ)

یا پھر تباہی کے لئے تیار ہو جائیں۔ ایک پُر ہیبت اور ہوش رُبا تباہی کے لئے۔ جس کے بعد لوگ فوج در فوج ہو کر اسلام اور احمدیت کو قبول کر لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس پر انبیاء علیہم السلام کے وہ واقعات شاہدِ ناطق ہیں جو قرآن کریم میں درج ہیں ؎

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسٰی پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن
(مسیح موعودؑ)

لَانَبِیَّ بَعْدِیْ

بمقام گیا نوجوانوں کی ایک پارٹی دوسرے روز ایک میگزین لے کر خاکسار کے پاس پہنچی جس میں وہ احادیث نبویؐ مندرج تھیں جن میں بتایا گیا ہے کہ رسُول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبی نہیں آسکتا۔ خاکسار نے ان احادیث پر یکجائی نگاہ ڈال کر شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ کل تک تو مَیں یہ ثابت کر رہا تھا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام وفات پا چکے ہیں لہٰذا اُن کا دوبارہ آنا ایک غیر ممکن، ممتنع اور مُحال امر ہے۔ اب ان احادیث سے ایک اور دلیل ہمارے حق میں پیدا ہو گئی ہے وہ یہ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ بھی ہوتے تو ان احادیث کی رُو سے وہ ہرگز دوبارہ نہیں آ سکتے تھے۔ لہٰذا احادیث نبویؐ کا یہ مجموعہ آپ لوگوں کے عقیدہ کو ردّ کرتا ہے۔ اور ہمارے عقیدہ کی بالبداہت تائید کرتا ہے۔ گویا یہ احادیثِ نبویؐ بھی آپ کا ساتھ چھوڑ گئیں۔ ان احادیث کے علاوہ کچھ ایسی احادیث بھی ہیں جن میں بالبداہت بتایا گیا ہے کہ نبی آ سکتا ہے۔ جماعتِ احمدیہ ان احادیث پر بھی ایمان رکھتی ہے۔ ان دونوں قسم کی احادیث میں جو بادی النظر میں ایک تضاد دکھائی دیتا ہے وہ درحقیقت تضاد نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کریم ان دونوں قسم کی احادیث پر محاکمہ کرتے ہوئے نہایت لطیف اور پُر معارف انداز میں اس تضاد کو حل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔ (سُورۃ نساء ع۹)

کہ آئندہ نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح کے انعامات رسُول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت سے وابستہ ہیں۔ لہٰذا آئندہ کوئی نیا یا پُرانا نبی زمین سے یا آسمان سے ایسا نہیں آسکتا جس کو یہ انعامات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی کے بدوں حاصل ہو سکیں۔

حضرت عیسٰی علیہ السّلام چونکہ تورات کے پیرو تھے۔ ان کا قبلہ دُوسرا تھا۔ ان پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ وہ "رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ" تھے۔ لہٰذا اگر وہ زندہ بھی ہوتے تو بھی اس آیتِ کریمہ اور مقدم الذکر احادیث نبوی کی رُو سے نہیں آسکتے تھے۔ اس کے مقابل پر حضرت مہدی مسعود علیہ السلام کو "اُمّتی نبی" کا مقام رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اور "اطاعت" سے ملا ہے۔ اور حضور علیہ السّلام بغیر کسی شوشہ اور نقطہ کی تبدیلی کے شریعتِ اسلامیہ کے پیرو ہیں اسلئے قرآن کریم کی اس آیتِ کریمہ اور مؤخر الذکر احادیث نبویؐ کی رُو سے حضرت مہدیؑ مسعود اور مسیح موعود علیہ السّلام کا دعوٰے نہ صرف یہ کہ ختم نبوّت کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ دعوٰے آیت خاتم النّبیّین کی صداقت پر ایک برہانِ عظیم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بابانگِ دُہل فرماتے ہیں کہ:-

"اگر بعد زمانہ نبویؐ کوئی نبی پیدا ہو
تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں
آئے گا۔" (تحذیر النّاس)

"پیدا ہو" کے الفاظ قابلِ توجہ ہیں۔

احادیثِ نبویؐ کا جو مجموعہ آپ نے پیش کیا ہے ان میں بھی ہمارے اس مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ ان میں سے کوئی حدیث بھی نہیں بتاتی کہ آئندہ اُمّتی نبی نہیں آسکتا۔ پھر ان میں ایک یہ حدیث ہے کہ اَنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَ اُمَّتِیْ اٰخِرُ الْاُمَمِ۔ جبکہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت ہے تو حضرت عیسٰے علیہ السلام جو اُمّتِ موسوی کے فرد تھے اور ان کو رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پَیروی سے نبوّت نہیں ملی تھی بلکہ وہ ایک مستقل نبی ہیں، اُمّتِ محمدیہ میں نہیں آسکتے۔ ایک دوسری حدیث یہ ہے کہ اَنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ جبکہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد نبوی آخری مسجد ہے تو جس طرح مسجد نبویؐ کی ظلیت میں اور مساجد بنائی جا سکتی ہیں اسی طرح مقامِ ظلیت پر نبی آسکتا ہے۔ ایسا نبی نہیں آسکتا جس کا قبلہ دوسرا تھا اور وہ کسی اَور شریعت کا پیرو تھا الغرض قرآنِ مجید کی آیات، احادیثِ نبویؐ اور اقوالِ بزرگانِ سلف جماعتِ احمدیہ کے مسلک کی تائید کرتے ہیں۔

ظہورِ مہدی

بھر تپورہ۔ چوکی حسن اور مظفر پور میں بعض غیر احمدی مسلمانوں نے نہایت تعجب انگیز لہجہ میں اس بچہ کے متعلق بھی دریافت کیا جو ایک انڈونیشین عورت کے پیٹ میں بتایا جاتا ہے اور یہ کہ اس کی ماں اس کی اذان۔ نماز۔ روزہ وغیرہ کی تصدیق کرتی ہے اور ان دنوں مسلم اخبارات اور رسالہ جات بڑی رنگ آمیزی سے اس کو بیان کر رہے ہیں اور پاکستان کے بعض علماء بھی اس کی تائید کر رہے ہیں اور بتایا جاتا ہے وہ جنین امام مہدی ہے۔

خاکسار نے ان مقامات پر وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ جب کوئی قوم صحیح راستہ سے بھٹک جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے مامور کی تکذیب و انکار پر کمربستہ ہو جاتی ہے تو اس سے ایسی ہی مضحکہ خیز حرکات سرزد ہوتی ہیں۔ اور اس قسم کی افواہیں شریعتِ اسلامیہ کو بازیچۂ اطفال بنانے کے مترادف ہیں۔

خاکسار نے بتایا کہ یہ جو ریل اور موٹریں دن رات دوڑ رہی ہیں یہ بتا رہی ہیں کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا۔ جہازوں کی گڑگڑاہٹ بھی یہی اعلان کر رہی ہے (وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ)۔ (وَلَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا)۔ یاجوج ماجوج کے تیر (راکٹ) جو آسمان سے خون آلود ہو کر واپس آ رہے ہیں وہ بھی

بتا رہے ہیں کہ آنے والا آچکا۔ اسی طرح دورِ حاضر کی ایجادات، ریڈیو وغیرہ بتا رہی ہیں کہ یہی دجّال کی سواریوں اور یاجوج ماجوج کے لمبے کانوں کی تعبیر ہے۔ پریس بھی اسی کا مصدق ہے (واذا الصحف نشرت) اسی چاند اور سورج بھی حدیث نبوی کے مطابق مقررہ تاریخوں پر گہنا کر اس حقیقت کا انکشاف کر رہے ہیں کہ مہدی کا ظہور ہو چکا اور عین وقت پر حضرت مہدی مسعود علیہ السلام نے دعویٰ بھی کیا اور عقلی و نقلی دلائل اور نشانات و براہین سے اسلام کی برتری ثابت بھی کر دی اور زمین کے کناروں تک اُس کا پیغام بڑی تیزی سے قبول کیا جا رہا ہے۔ ان سب باتوں کو تو یہ لوگ دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے۔ لیکن ایک عورت ذات کے بے بنیاد اور لغو بیان پر زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تہلکہ مچ جاتا ہے کہ امام مہدی ماں کے پیٹ میں نماز پڑھ رہا ہے، روزہ رکھ رہا ہے اور اذان پکار رہا ہے ؎

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

قابلِ تقلید نمونہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک تعلیم القرآن کی تعمیل میں عزیزم سید فیروز الدین صاحب ایم ایس سی اور موصوف کے معاونین کا نمونہ قابلِ تعریف و تقلید ہے کہ موصوف نے برہ پورہ میں ایک ترجمۃ القرآن کلاس جاری کر رکھی ہے۔ متعدد احمدی اور غیر احمدی تعلیم یافتہ نوجوان اس سے والہانہ انداز میں استفادہ کر رہے ہیں ایک پاکیزہ تربیتی اور تبلیغی ماحول پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ بغیر عربی دانی کے ہو رہا ہے۔ موصوف نے قادیان سے قرآن کریم کے چند پارے تحت اللفظ اور بامحاورہ ترجمہ کے ساتھ پڑھے تھے۔ کچھ عربی اسباق کے رسالے منگوا لئے، صرف و نحو، عربی زبان اردو کی چند کتابیں حاصل کر لیں اور خود پڑھ کر دوسروں کو پڑھانا شروع کر دیا۔ عزیزان سید صدر الدین صاحب بی ایس سی اور سید شمیم احمد صاحب ایم۔اے خصوصی احمدی معاونین ہیں۔ تعلیم یافتہ احمدی نوجوانوں کے لئے یہ ایک بہت مبارک اور قابلِ تقلید نمونہ ہے کیونکہ ہماری تمام تر ترقیات نظامِ خلافت سے وابستگی اور اطاعت سے مربوط ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

حج بیت اللہ بکوڑ کے سب سے پہلے احمدی مکرم شیخ عبد المجید صاحب امسال اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کا حج قبول فرمائے اور آئندہ بھی زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نئی جماعت بہرتپورہ اور اس کے نزدیک میں کے فاصلہ پر چوکی حسن میں کچھ عرصہ سے لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں۔ اس دورہ میں وہاں ایک باقاعدہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقیات کے بیش از بیش سامان پیدا کر دے اور عہدیداران کی روح القدس سے تائید فرمائے آمین۔

ایک وفات برہ پورہ بھاگلپور کے ایک مشہور و معروف وکیل مکرم مجیب صاحب وفات پا گئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ خاکسار اس موقعہ پر برہ پورہ میں ہی موجود تھا۔ مرحوم کو اگرچہ باقاعدہ بیعت کی توفیق نہیں ملی۔ جس کا افسوس ہے۔ تاہم وہ ہمیشہ ہی خاکسار کے سامنے احمدیت کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اور بالخصوص تفسیر کبیر سے بہت زیادہ متأثر تھے۔ بڑے خلیق آدمی تھے۔ مرحوم کی اہلیہ محترمہ احمدی ہیں۔ بچے بھی احمدیت سے متاثر ہیں۔ احباب کرام سے مرحوم کے پسماندگان کے لئے درخواستِ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی پریشانیوں کو دُور فرما دے اور حامی و ناصر ہو آمین۔

حرفِ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب فضا بہت صاف ہو رہی ہے۔ خاکسار نے اس دورہ میں شدت کے ساتھ اس بات کو محسوس کیا ہے کہ لوگ [illegible] اور کیا غیر مسلم احمدیت کی طرف تیزی [illegible] متوجہ ہو رہے ہیں۔ چند ماہ سے "بزرا" میں ایک دوست نے احمدیت قبول کی ہے مخالفت بھی ہو رہی ہے اور موافقت میں بھی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔
اللہ تعالیٰ دورہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور [illegible] لوگوں کو فوج در فوج احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا [illegible] مخلوق پھر سے رحمت [illegible] اطمینان کا سانس لے [illegible]
[illegible] آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے وعدہ جات

اس مقدس تحریک میں حصہ لینے والے خوش قسمت احباب کے نام کی پہلی فہرست مورخہ ۱۵ر اگست کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرضِ دُعا پیش ہو رہی ہے۔ اسلئے جملہ عہدیداران جماعت وفد کی صورت میں ہر صاحب استعداد دوست کے پاس وعدہ حاصل کرنے کے لئے پہنچیں تا زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس قربانی کی سعادت نصیب ہو۔

اس فنڈ میں مندرجہ ذیل صورت میں حصہ لیا جا سکتا ہے:۔

صفِ اوّل:۔ ایسے مخلصین جو پانچہزار روپے کا وعدہ کریں اور اس میں سے -/۲۰۰ روپے فوری طور پر نومبر تک ادا کر دیں اور باقی رقم تین سال میں باقساط ادا کریں۔

صفِ دوم:۔ ایسے مخلصین جو دو ہزار روپے کا وعدہ کریں۔ ایک ہزار فوری طور پر اور بقیہ رقم تین سال میں۔

صفِ سوم:۔ ایسے مخلصین جو پانچ صد روپے فی کس ادا کریں۔

متفرق وعدہ جات:۔ ایسے مخلصین جو پانصد سے کم ادائیگی کریں۔

جماعت احمدیہ یادگیر کا بذریعہ تار وعدہ

ہمارے ایک نوجوان اور مخلص امیر جماعت احمدیہ یادگیر مکرم جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب نے جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے -/۱۰۵۱۰ روپے (دس ہزار پانچ صد دس روپے) کا وعدہ "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" میں بھجوایا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

یہ امر خیال فرمایئے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "Autocentre" } فون نمبر { 2 ...222

1660
Maulvi Abdus Salam Sahib Azad Ahmad
Vill:- Showgram
P.O. Ram Nagar Sharwa,
Distt. Murshidabad (W. BENGAL).

سپیشل گم بوٹ

جس کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع، پولیس، ریلوے، فائر بریگیڈز، ہیوی انجینئرنگ، کیمیکل انڈسٹریز، مائنز، ڈیریز، ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★ آفس و فیکٹری، ۱۰ اے پربھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵ — فون نمبر ۴۴-۴۲۲۷۲
★ شو روم: ۱۳۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ — فون نمبر ۳۳-۰۲۰۱
★ تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"

وقفِ جدید کے چندہ میں

جملہ جماعتہائے احمدیہ شمالی ہند کی طرف سے اخلاص و قربانی کا بہترین مظاہرہ

آٹھ ہزار کے قریب نقد وصولی اور دس ہزار کے مزید وعدے

فہرست معاونین وقفِ جدید ۱۹۷۰ء جماعتہائے شمالی ہند

اسمائے گرامی	وعدہ سال گزشتہ	وعدہ سال حال
مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی مع اہل و عیال قادیان	۲۴ — ۰۰	۱۰۰ — ۰۰
" اسرار محمد انوار محمد صاحبان مع خاندان رانچی	۴۸ — ۰۰	۱۰۰ — ۰۰
" غلام احمد صاحب کمپونڈر جرگاؤں	۴۲ — ۰۰	۱۰۰ — ۰۰
" ڈاکٹر سید حمید الدین صاحب مع اہل و عیال جمشید پور	۱۳ — ۵۰	۱۰۰ — ۰۰
" محمد علی صاحب "	۷ — ۰۰	۱۰۰ — ۰۰
" سید سجاد احمد صاحب ایم اے رانچی	۵۲ — ۰۰	۱۰۰ — ۰۰
" صدر الدین صاحب ایم ایس سی برہ پورہ	۱۲ — ۰۰	۱۰ — ۰۰
" ڈاکٹر شاہ خورشید احمد صاحب مع خاندان اروڑی	۵۵ — ۰۰	۱۴۶ — ۰۰
" عبد المجید محمد قربان صاحبان مع خاندان بکوڑ	۲۴ — ۰۰	۱۰۰ — ۰۰
" شمس الدین صاحب ترانی گانتلہ	۱۳ — ۰۰	۱۰ — ۰۰
" ابو بکر صاحب مہالندی	—	۱۰۰ — ۰۰
" مبشر علی خاں صاحب و دلاور علی خاں صاحب سورو	۶ — ۰۰	۱۰۰ — ۰۰
" مرزا بشیر علی بیگ صاحب مانجھا گوڑا	۱۱ — ۵۰	۲۰۰ — ۰۰
" شیخ محمد یونس صاحب بھدرک	۱۰ — ۰۰	۱۰۰ — ۰۰
" حاجی بشیر احمد صاحب بجوپورہ	۶ — ۰۰	۱۰۰ — ۰۰

وعدے کے ساتھ ہی

چندہ وقفِ جدید سو فیصدی ادا کرنے والوں کی فہرست

مکرم ذوالفقار احمد صاحب مع خاندان قادیان ... — ۳۶
" محمد یونس صاحب بیرسٹر ببر شٹر .. — ۱۲
" ضیاء الدین صاحب انجولی .. — ۱۰
" حبیب اللہ خاں صاحب کانپور .. — ۱۰
" ظفر عالم خاں صاحب " .. — ۶
" محمد سعید صاحب اکبر پوری " .. — ۶
" ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی شاہجہانپور .. — ۲۰۰
" محمد فاروق صاحب قریشی " .. — ۳۱
" محمد صادق صاحب قریشی مع خاندان " .. — ۶۸
" حبیب احمد صاحب قریشی " " .. — ۶
" محمد طفیل صاحب " " .. — ۹۴
" عبد الباسط صاحب " .. — ۱۲
مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد آدم صاحب " .. — ۶
" " منشی کلیم الدین صاحب " .. — ۱۷
" عابدہ انجم صاحبہ بنت ڈاکٹر
محمد عابد صاحب " .. — ۸

مکرم محمد زاہد صاحب بن ڈاکٹر محمد عابد
صاحب قریشی شاہجہانپور .. — ۸
مکرمہ ثمینہ انجم صاحبہ بنت " " " .. — ۸
مکرم محمد انس صاحب ابن " " .. — ۸
مکرمہ اہلیہ صاحبہ کلیم الدین صاحب " ۴۲ — ۷
" " " محمد صادق " ۵۰ — ۱۶
" " " ڈاکٹر محمد عابد صاحب " .. — ۱۰
" " " محمد فاروق صاحب " .. — ۱۷
" " " حاجی عبد القدوس صاحب " ۵۰ — ۱۶
" حفیظ فردوس " ۵۰ — ۱۶
مکرم حبیب احمد صاحب لودھی پور ۵۰ — ۶
مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد عقیل صاحب شاہجہانپور ۵۰ — ۱۶
" لیسین فاطمہ صاحبہ اہلیہ نظام الدین صاحب " .. — ۶
" عبد الحی صاحب سیتو آباد .. — ۱۵
" حاجی عبد القیوم صاحب لکھنؤ .. — ۱۲
" بچگان شاہ نسیم احمد صاحب آرہ .. — ۱۰

وقفِ جدید کا مالی سال ماہ فتح (دسمبر) میں ختم ہو کر صلح (جنوری) سے نیا مالی سال شروع ہوتا ہے۔ اس سال سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نئے سال کا اعلان فرماتے ہوئے فرمایا کہ احباب پہلے سے بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں قربانیاں پیش کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہے کہ وہ احمدیت کے غلبہ کے لئے (جو اس نے مقدر کر رکھا ہے) ہم کو مختلف طریقوں سے خدمت کے مواقع بہم پہنچا رہا ہے اور نظام خلافت کی برکت سے اس رنگ میں رہنمائی کرتا ہے جس کے ذریعہ سے یہ کام احسن طور پر ہو سکے۔

وقفِ جدید کے معلمین تفہیم القرآن، تربیت اور تبلیغ سے خدمت دین کر رہے ہیں میری گزارش ہے کہ ادھیڑ عمر کے صحت مند احباب بھی میدانِ عمل میں آئیں تا تعلیم القرآن اور تبلیغ کے کام کو وسیع پیمانہ پر پھیلایا جا سکے۔

اسی طرح احباب کو چاہیئے کہ چندوں کی کثرت سے گھبرائیں نہیں بلکہ خوشی سے اچھلیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے کام کے لئے چن لیا ہے۔ کیونکہ خدمتِ دین کے مواقع بار بار نہیں آتے اور اس وقت کو غنیمت جانیں، اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت دی ہے وہ اپنا قیمتی مال بھی پیش کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نئے اعلان پر احباب جماعت شمالی ہند نے اپنے وعدے بڑھ چڑھ کر حضور اقدس کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بھیج دئے تھے۔ بالخصوص جماعتوں سے وصولی چندہ وقفِ جدید کے سلسلہ میں مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید قادیان کو شمالی ہند کے دورہ پر بھیجا گیا تھا آپ کے پہنچنے پر بقیہ جماعتوں اور افراد نے اخلاص و قربانی کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ چنانچہ بعض دوستوں نے نہ صرف اپنے بقائے ادا کئے بلکہ سال حال کے وعدے بھی ادا کر دیئے اور بعض نئے احباب معاونین بنے (معاونین کا چندہ کم از کم ایک سو روپیہ ہے) ایک مخلص دوست مکرم مولوی منظور احمد صاحب عرف علی احمد صاحب جو بنگیشل اڑیسہ میں معمولی تنخواہ پر ملازم تھے ملازمت سے ریٹائر ہونے پر بھی حسب سابق ایک سو روپیہ ادا کیا ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"دوست آگے بڑھیں اور وقفِ جدید کے لئے وعدہ بڑھ چڑھ کر پیش کریں"

پس جو دوست ابھی تک اس جہاد میں شامل نہیں ان کو چاہیئے کہ حضرت المصلح الموعودؓ کا ارشاد جو وقفِ جدید کے بارہ میں تھا کہ

"خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں یا اپنے کپڑے بیچنے پڑیں میں اس مقصد کو ہر حال پورا کروں گا۔"

تمام عہدیداران اور احبابِ جماعت کے پورے تعاون کی وجہ سے وقفِ جدید کا یہ دورۂ شمالی ہند بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں جماعت وار ان مخلصین کی فہرست بغرض دعا ارسال کی گئی ہے۔ اور قارئین کرام سے بھی ان کے لئے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور برکتوں سے نوازے۔ آمین

معاونین خاص اور سو فیصدی چندہ ادا کرنے والے احباب کی فہرستیں آئندہ صفحات میں درج ہیں

والسلام

خاکسار

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

سو فیصد وصولی چندہ وقف جدید سال گزشتہ ۱۹۶۹ء کی ساتویں فہرست

بر موقع دورہ انسپکٹر وقف جدید

مکرم سید سلیمان صاحب شادی پور مونگھیر ۶-۰۰
اہلیہ صاحبہ " " ۶-۰۰
" عبدالصمد صاحب مرحوم ۱۰-۰۰
مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ عین العارفین " ۶-۰۰
مکرم ڈپٹی محمد ایوب صاحب بھاگلپور ۱۰۰-۰۰
" محمد ایوب صاحب کیمسٹ " ۶-۰۰
" عبدالرحمٰن خان صاحب " ۶-۰۰
مکرمہ جمیلہ خانم صاحبہ " ۶-۰۰
مکرم ڈاکٹر شاہ خورشید احمد صاحب
مع خاندان ارول ۱۴۶-۵۰
" محمد سلیمان صاحب انبیٹھ ۶-۰۰
" نور محمد اختر احمد صاحب " ۶-۰۰
محترمہ بنیادی صاحبہ " ۶-۰۰
بلا تفصیل " ۶-۰۰
مکرم سید فضل احمد صاحب دمکا ۲۰-۰۰
اہلیہ صاحبہ " " ۲۰-۰۰
" شفیع احمد صاحب خانپور ملکی ۶-۰۰
" ہارون رشید صاحب " ۶-۰۰
" ابراہیم رشید صاحب " ۶-۰۰
" ڈاکٹر جلال الدین صاحب پٹنہ ۶-۰۰
" زینب بیگم صاحبہ " ۱۰-۰۰
" سکینہ بیگم صاحبہ " ۱۰-۰۰
" چوہدری محمود احمد صاحب کلکتہ ۲۰۰-۰۰
" منیر احمد صاحب " ۲۰۰-۰۰
" سیٹھ محمد یوسف صاحب مرحوم " ۵۰۰-۰۰
" شرافت احمد خان صاحب ایڈووکیٹ " ۱۵۰-۰۰
" سید مسعود احمد صاحب کٹک " ۱۶-۰۰
" شمیرہ عالم صاحبہ " ۱۸-۰۰
" سیٹھ محمد حسین صاحب " ۲۵۰-۰۰
" محمود احمد صاحب گلوب " ۴۷-۰۰
" شہادت علی صاحب بملا ۱۹-۰۰
" جمال محمود صاحب رورکیلا ۱۴-۰۰
مجموعی وصولی بلا تفصیل " ۱۴۰-۰۰
" سید یعقوب الرحمٰن صاحب سونگڑہ ۲۰۰-۰۰
" سید حفیظ احمد صاحب بی ایس سی " ۱۶-۰۰
" " رفیق الدین صاحب " ۱۲-۰۰
مکرمہ امتہ الحی صاحبہ بنت مولوی
طاہر الدین صاحب کیرنگ ۶-۰۰
" ہاجرہ بی بی صاحبہ اہلیہ
علی احمد خان صاحب کیرنگ ۶-۰۰
" وزیرن بی بی صاحبہ اہلیہ
حاجی خان صاحب کیرنگ ۶-۰۰
مکرم مظفر مشتاق صاحب منعم
ابن محمد اسلم خان صاحب ۶-۰۰

مکرم سید منظور احمد صاحب بھونیشور ۱۰۰-۰۰
" " محمد سرور صاحب " ۲۶-۵۰
" سیف الدین صاحب کٹک ۶-۰۰
وصولی جماعت پنکال ۳۹-۰۰
" شیخ احمد الدین صاحب کرڈاپلی ۶-۰۰
مکرمہ نور جہاں صاحبہ " ۶-۰۰
" تبارک بی بی صاحبہ " ۶-۰۰
" جملو بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ عمر صاحب " ۶-۰۰
مکرم شیخ محمد یونس صاحب بھدرک ۲۲-۰۰
" شیخ عبدالعزیز صاحب " ۶-۰۰
" گل محمد شاہ صاحب " ۱۲-۰۰
" محمد علی شاہ صاحب " ۷-۰۰
مکرمہ طاہرہ بیگم صاحبہ " ۷-۰۰
" کبریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالعزیز صاحب " ۱۲-۰۰
" صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد یونس صاحب ۱-۰۰
" فائقہ بی بی صاحبہ بنت
عبدالعزیز صاحب " ۶-۰۰
" اہلیہ اول و ثانی محمد علی شاہ صاحب " ۶-۰۰
بچگان " " ۶-۰۰
مکرم عبدالمجید صاحب ابن عبدالعزیز صاحب " ۱۵-۰۰
" عبدالباسط کرشن احمد گوتم احمد " ۶-۰۰
مکرمہ طیبہ خاتون صاحبہ بنت
ہارون رشید صاحب " ۹-۰۰
مکرم امیر الدین صاحب سورو ۱۳-۰۰
" عبدالجبار خان صاحب " ۱۳-۰۰
" عبدالقدیر خان صاحب مع
اہل و عیال ادے پور کیتیا ۳۰-۰۰
" جمیل احمد صاحب " "
مع اہل و عیال " [illegible]
" محمود احمد خان صاحب مع
اہل و عیال " ۱۸-۰۰
" حبیب خان صاحب مع
اہل و عیال " ۱۰-۰۰
" یوسف علی خان صاحب
سرور علی خان صاحب " ۲۸-۰۰
" امام علی صاحب " ۱۴-۰۰
" یونس خان صاحب " ۱۲-۰۰
" صغیر خان صاحب ۱۲-۰۰
" یونس علی خان صاحب
ابن محمود خان صاحب ۶-۰۰
" شریف خان صاحب ۳۰-۰۰
اللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں بہنوں اور بچوں کو اپنے فضل سے جزائے خیر عطا فرمائے آمین

مکرم ریاض احمد صاحب مع
اہل و عیال امروہہ ۴۲-۰۰
" مبارک حسین صاحب مع خاندان امروہہ ۲۰-۰۰
" مشتاق احمد صاحب " ۱۴-۰۰
" عبدالوحید صاحب " ۱۳-۰۰
" ممتاز احمد صاحب مع اہل و عیال " ۱۴-۰۰
" اسرار احمد صاحب " ۳۰-۰۰
" ارشاد احمد صاحب مع اہلیہ اول و ثانی " ۳۰-۰۰
" منور علی صاحب " ۷-۰۰
" عبدالرشید صاحب " ۱۸-۰۰
" رئیس الدین صاحب " ۶-۰۰
" مبشر احمد صاحب ابن ارشاد احمد صاحب " ۱۲-۰۰
" مظفر احمد صاحب " ۱۲-۰۰
" اسحاق احمد صاحب ۶-۰۰
" محمد یونس صاحب میرٹھ ۱۲-۰۰
" قمر الدین صاحب انچولی ۳۰۰-۰۰
" شجاع الدین صاحب ابن " " ۱۳۰-۰۰
" صابر الدین صاحب ابن " " ۶۰-۰۰
" عائشہ خاتون صاحبہ اہلیہ
قمر الدین صاحب " ۶۰-۰۰
مکرمہ فوزیہ قمر صاحبہ بنت " " ۱۲-۰۰
" عشرت قمر صاحبہ بنت " " ۱۲-۰۰
" ورنا قمر صاحبہ " " " ۱۲-۰۰
" نوزائیدہ قمر صاحبہ " " ۱۲-۰۰
مکرم حکیم عبدالقدیر صاحب " ۶-۰۰
" محمد یونس صاحب " ۱۲-۰۰
" کلیم الدین شاہجہانپور ۷-۰۰
" محمد اسماعیل صاحب اکبرپوری کانپور ۷-۰۰
" محمد شفیع صاحب " " ۱۴-۰۰
اہلیہ " " " ۶-۰۰
بچگان " " " ۱۰-۰۰
مکرم محمد سعید صاحب سولیجہ " ۶-۰۰
" محمد عتیق صاحب " " ۶-۰۰
" منور اسلام صاحب اکبرپوری " ۶-۰۰
مکرمہ اہلیہ محمد اسماعیل صاحب " " ۶-۰۰
مکرم محمد مشتاق صاحب عباسی علی پور کھیڑہ ۷-۰۰
" محمد جمیل صاحب " " ۱۱-۰۰
" تجمل حسین صاحب مع اہلیہ " ۶-۰۰
" مولوی کلیم الدین صاحب " ۴-۰۰
" عبدالقیوم صاحب چکی والے لکھنؤ ۶-۰۰
" محمد وسیم خان صاحب مع
اہل و عیال فیض آباد ۸-۰۰
" ابرار حسین صاحب دہلی ۲۵-۰۰
" محمد غنی صاحب [illegible] ۶-۰۰
" محمد یوسف صاحب " ۶-۰۰

مکرم وزیر محمد صاحب مسکرا ۶-۰۰
" عبدالرحیم صاحب مع اہلیہ " ۶-۰۰
" عبدالستار صاحب " ۶-۰۰
" دیدار محمد صاحب " ۶-۰۰
بلا تفصیل از جماعت " ۹-۰۰
" پروفیسر شاہ شکیل احمد صاحب گیا ۱۳-۱۰
" عبدالصمد خان صاحب مونگھیر ۱۰-۰۰
" سید فضل احمد صاحب مع خاندان دمکا ۲۱۶-۰۰
" حامد علی صاحب برہ پورہ ۱۲-۰۰
مکرمہ دختر حسن محمد صاحب " ۱۲-۰۰
مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب
مع خاندان بھاگلپور ۳۰-۰۰
" خورشید عالم صاحب مع خاندان " ۳۰-۰۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " ۱۰-۰۰
" یاسمین خورشید صاحبہ " ۶-۰۰
" نسترن خورشید صاحبہ " ۶-۰۰
مکرم جاوید عالم صاحب " ۶-۰۰
" منیر عالم صاحب " ۶-۰۰
مکرمہ شاکرہ صاحبہ " ۶-۰۰
مکرم محمد معین الدین خان صاحب " ۶-۰۰
" اختر حسین صاحب خانپور ملکی ۲۲-۰۰
" میر عبدالحمید صاحب مع
اہل و عیال " ۱۸-۰۰
" محمد حسین صاحب " ۶-۰۰
" سید عاشق حسین صاحب " ۲۰۰-۰۰
" سید محبوب عالم رشید مجیبہ " ۶-۰۰
" عبدالقدیر صاحب جمگاؤں ۶-۰۰
مجموعی وصولی جماعت کیندرا ۷-۰۰
" سید سلام الدین صاحب سورو ۷-۰۰
" شیخ عمر علی صاحب " ۷-۰۰
مکرمہ زینت النساء صاحبہ اہلیہ
سید سلام الدین صاحب " ۷-۰۰
" خاتون بی بی صاحبہ اہلیہ
کلیم الدین صاحب " ۷-۰۰
بچگان شیخ عمر الدین صاحب " ۷-۰۰
مکرم منور علی صاحب ایس پی مانک گوڈا ۴۴-۰۰
" عبدالباری صاحب کرڈاپلی ۶-۰۰
" بہادر خان صاحب " ۶-۰۰
مجموعی وصولی جماعت پنکال ۴۸-۰۰
" مولوی ہارون رشید صاحب بھدرک ۲۴-۰۰
" غلام مسیح برادران " ۱۴۰-۰۰
مکرمہ رحمت النساء بی بی صاحبہ " ۶-۰۰
مکرم کمال الدین صاحب مع بچگان کیندراپاڑا [illegible]
مجموعی وصولی از جماعت " ۱۷-۰۰
مکرم ٹی محمود احمد صاحب مالاباری کلکتہ ۱۲-۰۰

نوٹ:- جماعت احمدیہ کلکتہ کی طرف سے مزید وصولی مبلغ ۹۸۸ روپے ہوئی ہے۔ یہ رقم ابھی تک داخل خزانہ نہ ہو سکی۔ جس کی وجہ سے متعلقہ افراد کے اسماء گرامی نہیں دئے جا سکے ہیں

مندرجہ بالا فہرستیں ۱-۷-۷۰ تک داخل خزانہ ہونے والی رقوم کے مطابق تیار کی گئی ہیں۔ باقی اسماء گرامی انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں دیدئے جائیں گے۔